بیادگار: مؤرخ اسلام حضرت مولانا محمد عثمان معروفی علیہ الرحمۃ، متوفی ۲۰۰۱ عیسوی

سرپرست: حضرت مولانا شبیر احمد مشتاق صاحب، شیخ الحدیث جامعہ ام حبیبہ، پورہ معروف

ماہ جولائی، ۲۰۲۳ء مطابق ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ

ماھنامہ پیغام پورہ معروف

مدیر: انصار احمد معروفی

نائب مدیر: مولانا مطیع اللہ مسعود قاسمی

شائع کردہ:

دفتر ماہنامہ پیغام، پورہ معرف، محلہ بلوہ، کرتھی جعفر پور، ضلع مئو۔

قرآن کریم سے تعلق ذکر خیر کا ذریعہ

اللہ پاک نے کلام اللہ کو عربی زبان میں نازل فرما کر سب سے پہلے اہل عرب کو خطاب کیا، اسی لیے اس کو عربی زبان میں اتارا۔ جس میں شروع سے آخر تک انسانوں کے لیے نصیحت وعبرت کا مکمل سامان موجود ہے۔ ایک مطلب اس کا یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ اس پر عمل کے نتیجے میں مومنین کا ذکر خیر ہوتا رہے گا۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (10) البتہ تحقیق ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہاری نصیحت ہے، کیا پس تم نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف اتاری ہے جس میں تمہاری بزرگی ہے، تمہارا دین، تمہاری شریعت اور تمہاری باتیں ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ تم اس اہم نعمت کی قدر نہیں کرتے؟ اور اس اتنی بڑی شرافت والی کتاب سے غفلت برت رہے ہو؟“ [تفسیر ابن جریر الطبری:21/611:

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں: ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب اتاری ہے جس میں تمہارے لیے نصیحت ہے۔(۴) کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے؟ اس آیت کا ایک ترجمہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب اتاری ہے جس میں تمہارے ہی ذکر خیر کا سامان ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ یہ کتاب عربی زبان میں نازل کی گئی ہے جس کے براہ راست مخاطب تم عرب کے لوگ ہو، اور یہ تمہارے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا آخر کلام تم پر تمہاری زبان میں نازل فرمایا، اور اس سے رہتی دنیا تک دنیا کی ساری قوموں میں تمہارا ذکر خیر جاری رہے گا۔

اگر وہ کسی دوسری زبان میں نازل کیا جاتا تو تم کہتے کہ یہ تو ہماری فہم سے بالاتر ہے، اسے ہماری زبان میں کیوں نہیں اتارا گیا؟ عربی زبان میں قرآن کے نازل کیے جانے اور اس نعمت کے اظہار کے لیے اللہ پاک نے قرآن کریم میں کئی جگہ فرمایا ہے کہ ہم نے اس کلام کو عربی زبان میں نازل کیا ہے، تاکہ تمہارے سمجھنے میں آسانی ہو، ورنہ اللہ تعالیٰ ہر زبان پر قادر ہے اور وہی ساری زبانوں کا خالق ہے، مگر اس نے اس کلام کے لیے عربی زبان کا انتخاب کر کے عربی زبان کی فضیلت اور اس کی بقا کا راستہ آسان کر دیا۔ اللہ پاک ہم سب کو اس قرآن پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

مدیر ---------------------------------

فتنۂ ارتداد کی کیا وجہ ہے؟

مولانا مسعود عالم قاسمی۔ استاذ جامعۃ الہاجرہ، پورہ معروف

آج کل کے دور میں ہماری بہن بیٹیاں بہت تیزی سے مرتد ہو رہی ہیں، اس کی بہت سی وجہیں ہیں لیکن بنیادی وجہ حیاء اور پاک دامنی کا فقدان ہے۔ ہماری بہن بیٹیوں کے اندر بچپن سے ہی بے حیائی اور بے پردگی کو داخل کر دیا جاتا ہے، انہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کے بارے میں بتایا اور پڑھایا نہیں جاتا، انہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعلیم کو نہیں سکھایا جاتا، انہیں قبر وحشر کی زندگی پر یقین نہیں دلایا جاتا انہیں جنت وجہنم کے واقعات نہیں سنایا جاتا، انہیں سیدتنا فاطمہ وعائشہ رضی اللہ عنہما کی پاکیزہ زندگی کا درس نہیں پڑھایا جاتا انہیں حضرت سمیہ وآسیہ رضی اللہ عنہما کی قربانی یاد نہیں دلائی جاتی بلکہ انہیں دین وشریعت سے کورا یعنی اندھا بنا دیا جاتا ہے۔ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ [التحریم ۶] اے ایمان والوں بچاؤ اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں!۔۔۔ذرا

غور تو کریں کہ ہم نے اپنے بہن بیٹیوں کو اس فتنہ وفساد کے ماحول سے بچانے کی کتنی کوشش کیں کیا کوئی تدبیر اختیار کیا؟ نہیں، بلکہ ہم نے انہیں بے حیائی والے لباس پہنا کر، اسکول وکالج میں ڈانس کی اجازت دے کر، غیر مسلم لڑکے لڑکیوں سے دوستی کو نہ روک کر، ٹیوشن وکالج کے نام پر کھلی چھوٹ دے کر، اور مخلوط تعلیم سے نہ روک کر، دین وشریعت کے اعلیٰ تعلیم نہ دے کر ہم انہیں ضلالت وگمراہی کے گہرے کنویں میں ڈال دیتے ہیں۔ اور اسی غفلت بھری زندگی میں پڑ کر رفتہ رفتہ وہ گمراہی کے گہرے دلدل میں جا گرتی ہیں اور پھر بڑی آسانی سے کوئی غیر مسلم لڑکا انہیں اپنے عیارانہ ومکارنہ جال میں پھنسا کر گمراہ کر دیتا ہے اور اس طرح وہ فتنۂ ارتداد کی شکار ہوجاتی ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے أَلا كُلُّكُم راعٍ وكل راع مسئولٌ عن رعيَّتِهِ خبر دار! تم میں سے ہر ایک اپنی رعایا کا نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بہن بیٹیوں کی اصلاح وتربیت پر مکمل توجہ دیں اور انہیں دین کا داعی بنائیں اور اس طرح اپنے لیے جنت کا ٹکٹ حاصل کریں، او میرے قوم کی بہن بیٹیو! ہوش کے ناخن لو اور اپنی آخرت کی فکر کرو، آپ اس قوم کے قیمتی اثاثے ہیں، آپ معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں، آپ اپنے آپ کو یوں ہی ضائع نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم اور فہم سلیم عطا فرمائے اور ہم سب کو دین وشریعت کا مکمل پابند بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

حج وعمرہ 2023 مشاہدات وتاثرات۔قسط اول

انصار احمد معروفی

برسوں سے دل کی تمنا تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل فرمالے جو حج وعمرہ کے مقدس سفر کے لیے منتخب کیے جاتے ہیں اور کشاں کشاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے لیے پہنچتے ہیں۔ اس کے لیے دعائیں کیں اور کرائی جاتی تھیں، اور ظاہری اسباب کے تحت تیاریاں بھی کی جاتیں تھیں۔ مگر ہر دعا کی قبولیت کا ایک وقت متعین ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں سے اس کے ظہور کی ایک مقررہ گھڑی ہوتی ہے۔ جس میں تقدیم وتاخیر کی اپنی جانب سے گنجائش نہیں ہوتی پاسپورٹ اسی نیت سے بنوا کر رکھ لیا تھا، اور پیسے کے انتظام کی کوشش میں لگا ہوا تھا، 2022ء میں میرے محسن دوست ماسٹر مجیب الرحمٰن صاحب؛ جن کے ہمراہ میں مدرسۂ چشمہ فیض آتا جاتا ہوں، انہوں نے حج کا فارم پر کردیا، مگر ہزار خواہش کے باوجود انتظام نہ ہونے کے باعث ان کے ساتھ نہیں جاسکا۔ دوسرے سال کے لیے جتن کرتا رہا، اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا رہا، اگرچہ اس سال اہلیہ کی پت کی تھیلی میں جمع پتھری کا آپریشن کرادیا، نیز اپنے لڑکے حافظ عبدالوہاب کی شادی بھی کردی، جس کے باعث ہاتھ تنگ ہوگیا، مگر میرے محسن حاجی شمس الزماں صاحب؛ جو لاک ڈاؤن سے قبل 2019 میں حج کو گئے تھے اور ان کی واپسی کے بعد دوسال بیرونی حجاج کرام کے لیے حج موقوف رہا، انہوں نے حج وعمرہ کا فارم بھرنے کے لیے بہت زور دیا اور کہا کہ اگر پیسے کم پڑ جائیں گے تو میں مدد کے طور پر اپنے گھر کے ساز وسامان اور زیورات بیچ دوں گا۔ مگر آپ کو اس سال جانا ہے، میں نے آپ کے لیے خانۂ کعبہ کے سامنے حج کے لیے دعائیں مانگی ہیں۔ میں نے عیدالفطر تک ملنے والی تنخواہوں کا جائزہ لیا، چوں کہ جی پی ایف سے بطور قرض پیسے نکالنے کی کوئی صورت نہیں تھی، اس لیے میں پس وپیش میں تھا، خیر دوسروں کے یہاں میرے کچھ پیسے باقی تھے، جب حساب لگایا تو امید ہونے لگی کہ ان شاء اللہ دو فارم کے واسطے نو لاکھ روپے کا انتظام ہوسکتا ہے۔ وہ بھی اس صورت میں جب کہ ہر ماہ تنخواہ نکلتی رہے اور اس میں سے ایک پیسہ بھی گھر کی ضروریات میں خرچ نہ ہو۔ میں نے اسباب اختیار کرنے کے طور پر گھر بھی کہہ دیا تھا کہ آپ لوگ گھریلو کام سے گھر کے اخراجات کا انتظام کریں، اور مجھ سے اس سلسلے میں تعاون کی امید نہ رکھیں، میں ان شاءاللہ حج کے لیے واجبی خرچ جمع کررہا ہوں، خیر اللہ پاک کے حکم سے ضروری اخراجات کا انتظام ہونے لگا، تجربہ ہوا کہ اگر حج کے لیے اوسط درجے کے لوگ پیسے ادھر ادھر سے بچا کر محفوظ نہ کریں اور یومیہ خرچ میں ہاتھ نہ دبائیں تو اتنی زیادہ رقم کا جمع ہونا مشکل ہوجائے گا اور یہ فریضہ ذمہ سے ساقط نہیں ہو پائے گا۔

حج فارم کی خانہ پری اور دو حادثے:

فارم بھرنے کے ساتھ جتنے کاغذات کی ضرورت تھی، مثلاً آدھار، پین کارڈ، بینک کا پاس بک، خون کا گروپ، کووڈ ویکسین سرٹیفکیٹ اور ان کاغذات میں مکمل یکسانیت وغیرہ کی جانچ پڑتال کر کے تصحیح کرا دی گئی تھی۔

جب حج کے فارم پری کا اعلان کیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے کرم سے مارچ 2023ء۔ رجب 1444ھ میں حج فارم پُر کر دیا۔ یہ فارم آن لائن بھرا جاتا تھا، جس میں انٹرنیشنل پاسپورٹ کے ساتھ ساتھ ویکسین کی دونوں خوراک، آدھار کارڈ، فوٹو، بلڈ گروپ اور گروپ لیڈر کے بینک کے پاس بک کی کاپی لگانی ضروری ہوتی تھی۔ اس میں پین کارڈ بھی لگانا بھی شرط تھا۔ اس سال بھی امید تھی کہ جس طرح گزشتہ سال حج خرچ میں چار لاکھ پندرہ ہزار روپے لگے تھے، اسی طرح یا کم وبیش اس سال بھی لگیں گے، لیکن ابھی یہ خرچ متعین نہیں ہو سکا تھا، اس لیے حج کے تمام امیدوار حضرات پس وپیش میں تھے

جس دن فارم بھرنا تھا، اس دن میں اپنا اور اہلیہ کا سب کاغذ مئو لے کر گیا تھا، بینک سے کچھ پیسے لے کر جب ماسٹر مجیب الرحمٰن صاحب کے ساتھ واپس آ رہا تھا، اس وقت میرے ساتھ کئی سامان موجود تھا، اس دوران میرے تمام دستاویزات؛ جو میں دیگر سامانوں کے تھامنے کی وجہ سے ماسٹر صاحب کی پشت سے لگا کر بیٹھ گیا تھا، وہ سب کاغذات گاڑی سے سرک کر کب گر گئے؟ پتہ ہی نہ چل سکا۔ جب ہم لوگ پورہ معروف گھر کے قریب آ گئے تو غیر محفوظ شدہ نمبر سے فون آیا کہ آپ کو حج کا فارم پُر کرنا ہے؟ میں نے سوچا کہ یہ نئے نمبر سے کون صاحب بول رہے ہیں؟ بلکہ سوال بھی کر دیا، اس پر کسی قدر برہمی کے ساتھ پوچھا گیا کہ آپ پہلے بتائیں کہ حج کا فارم بھرنا ہے؟ میں نے کہا کہ آج شام کو ارادہ ہے۔ آپ کون ہیں اور کہاں سے بول رہے ہیں؟ حج فارم بھرنے کی ہامی پر انھوں نے سوال کیا کہ آپ کا پاسپورٹ کہاں ہے؟ تب سامان کا جائزہ لے کر میں چونک پڑا کہ میرے دستاویزات کی تھیلی کہاں ہے؟ میں نے رندھے ہوئے لہجہ میں بمشکل کہا کہ وہ سب تو لگتا ہے کہیں گر گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ آپ کا پاسپورٹ ایک ہندو عورت نے مرزا ہادی پورہ، مئو سے اٹھایا تھا، جو شاید کسی ٹھیلے پر پھل فروخت کر رہی تھی، تب یاد آیا کہ وہاں اتر کر ہم دونوں نے اپنی اپنی پسند کے پھل فروٹ بچوں کے لیے لیے تھے، اس کی نظر جب اس بیگ پر پڑی ہوگی تو اس نے اولا اس کے سامانوں کا جائزہ لیا ہوگا، اور شاید نقد رقم کی تفتیش کی ہوگی، خیر اس میں وہ پیسے نہیں رکھے گئے تھے جو بینک سے نکالے گئے تھے، ورنہ ممکن تھا کہ وہ پیسے نکال کر بیگ کہیں ادھر ادھر ڈال دیتی، اس تھیلی میں اگرچہ پیسے تو نہیں تھے البتہ اس میں حج فارم بھرنے کے تمام ضروری دستاویز موجود تھے، پاسپورٹ وغیرہ دیکھ کر اس نے اندازہ لگایا کہ یہ کسی مسلم کا ہے جس میں قیمتی کاغذات موجود ہیں، بس اس نے پیسے وصول کرنے کی لالچ میں آس پاس پتہ لگایا، لیکن اسے خاطر خواہ سراغ نہیں مل سکا۔

کیوں کہ ان کاغذات میں کہیں فون نمبر نہیں لکھا ہوا تھا، پین کارڈ، بینک کا پاس بک، اور دیگر کاغذات میں اس کا کالم نہیں رہتا، البتہ بینک آف انڈیا کی شاخ مئو کا پتہ درج تھا جو پہلے گولا بازار مئو یوپی میں واقع تھا، اس عورت نے تلاش وجستجو میں کی جانے والی کوششوں کے سلسلے میں ہمت نہیں ہاری، اور کسی کے بتلانے پر وہ گولا بازار سے آٹو رکشہ سے پہنچ گئی جو ایک کیلومیٹر دوری پر واقع تھا، وہاں جانے پر اسے بتایا گیا کہ اب یہ بینک یہاں سے اٹھ کر علی بلڈنگ کے پاس منتقل ہو گیا ہے، اس لیے وہاں جو مسلم دو دکاندار تھے، انہیں وہ فوٹو وغیرہ کاغذات دکھائے، اتفاق سے وہ دکاندار ایک حاجی صاحب تھے، انہوں نے پورہ معروف، کرتھی جعفر پور کا پتہ اور کاغذات دیکھ کر اندازہ لگا لیا کہ یہ کسی ایسے مسلمان کے ضروری کاغذات ہیں جنہیں حج کا فارم بھرنا ہے، کیوں کہ اس وقت حج فارم پر کیا جا رہا تھا، ان کے کچھ تعلقات پورہ معروف کے لوگوں سے تھے، دریں اثنا حاجی نہال الدین صاحب پورہ معروف کے ادھر سے گزرے، انہوں نے ان کو پورہ معروف کا سمجھ کر فوٹو دکھایا اور میرے بارے میں دریافت کیا، حاجی صاحب تو مجھ سے واقف ہی تھے، بتایا کہ ہاں یہ محلہ بلوہ کے ہیں اور میں ان کو جانتا ہوں، اب مسئلہ میرے فون نمبر کی حصولیابی کا تھا، جو مشکل کام تھا، مگر یہ مشکل تھوڑی دیر میں اس طرح آسان ہوئی کہ اسی دن ہمارے محلہ میں ان کے برادر نسبتی ڈاکٹر محمد عمران صاحب کے یہاں شادی تھی، جس میں ان کے تمام اہل وعیال مدعو تھے، وہاں میری بھی دعوت تھی، حاجی صاحب شاید دعوت سے فراغت کے بعد مئو پہنچے تھے، انہوں نے فون کر کے اپنے ایک لڑکے کو میرا نمبر لینے کے لیے میرے گھر بھیجا، جو قریب ہی تھا، لڑکوں

نے جب نمبر دیا تو انہوں نے فوراً کال کر کے اس گمشدگی کی مجھے خبر دی۔

انھوں نے اس عورت سے میری بات کرائی، وہ پاسپورٹ دینے اور دیر سے تلاش وجستجو کے صلے میں 2000 روپے کا مطالبہ کر رہی تھی۔ خیر بات کرتے کرتے معاملہ 500 روپے پر آکر حل ہوا۔ میں نے کہا کہ آپ اس عورت کو اپنی طرف سے رقم دے کر دستاویزات وصول کر لیجیے۔ میں کسی کو گھر سے بھیجتا ہوں۔ میں فوراً گھر آیا اور عبادہ کو پیسہ دے کر ان کا نمبر دیا اور بات بھی کرادی اور پھر اس طرح شام کو وہ دستاویزات مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مل گئے۔

دوسرا حادثہ: اسی شام کو ایک اور حادثہ پیش آیا، جب بازار میں ڈاکٹر جلال الدین پردھان کے لڑکے مولوی شہباز کے ذریعے فارم پُر کرنے جا رہا تھا تو محلہ بلوہ کے ایک صاحب جن کا نام محمد مظہر ابن عبدالغنی ہے، وہ اپنی نئی اسکوٹی سے بازار جا رہے تھے، ملے، میں نے ان کی یہ نئی گاڑی دیکھی نہیں تھی، انہوں نے روک کر مجھے بٹھالیا اور کہا کہ ابھی جلد ہی خریدی ہے، مظہر صاحب کافی کیم شیم ہیں، اسی کے ساتھ ہمارے یہاں کا راستہ ناہمواری میں بھی ایک زمانے سے بدنام ہے، اسکوٹی کے پہیے چھوٹے ہوتے ہیں، جب کچھ دور آگے بڑھے؛ جہاں غیر مسلموں کا ایک بت ہاتھی کی شکل میں موجود ہے، وہاں راستہ اور بھی خراب تھا، کچھ لوگ مخالف سمت سے بھی آرہے تھے، انہیں دیکھ کر مظہر صاحب نے سوچا کہ ایک کنارے سے گاڑی نکال لوں، اس پر نئی نئی مٹی ڈالی گئی تھی، اور نیچے بڑے بڑے پتھر بھی بکھرے ہوئے پڑے تھے کہ اچانک گاڑی آگے نکلنے کے بجائے نیچے کی طرف لڑھکتی گئی، انہوں نے دایاں پاؤں نیچے زمین پر رکھ کر بیلنس برقرار رکھنا چاہا، مگر کامیاب نہ ہوسکے اور یوں وہ گاڑی ہم دونوں کو لے کر نیچے گر گئی، اس کے نیچے ہم دونوں دب گئے، ہاتھ اور پیر اگر چہ پتھر پر پڑے، مگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے کوئی خاص زخم نہیں آیا اور اس سے زیادہ اس کا فضل یہ ہوا کہ مظہر صاحب میرے اوپر نہیں گرے، ورنہ یہ جسم ناتواں ان کے فیل نما بھاری بھرکم بوجھ تلے دب کر ٹوٹ جاتا، خیال رہے کہ ہم دونوں ہاتھی کے سامنے ہی گرے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پوری پوری حفاظت فرمائی، یہ اس کا شکر و احسان ہے، یہ دونوں واقعہ ایک ہی دن پیش آیا۔

ایک صاحب کو جب ان دونوں حادثے کا علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ اگر کسی غیر مسلم کو کوئی کام شروع کرنے سے پہلے اس طرح کے حادثات ایک ہی دن میں واقع ہو جاتے تو وہمی ہونے کی وجہ سے اس کو بدشگونی پر محمول کرتے ہوئے وہ اس کام سے توبہ ہی کر لیتے اور آگے قدم نہ بڑھاتے۔

اس دن اللہ پاک کے کرم سے حج کے لیے درخواست دیدی، اس کے کچھ ایام کے بعد حوالہ نمبر بھی مل گیا، اس سال بہت تاخیر سے فارم جاری کیا گیا تھا، آخری تاریخ 10 مارچ رکھی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ حج کی درخواست کو منظور فرمائے اور ہمیں حج بیت اللہ اور مسجد نبوی اور قبر اطہر کی زیارت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حج کی منظوری:

میں نے حج کا فارم بھر کر اپنے مرشد حضرت مولانا قاری عبدالستار صاحب مدظلہ العالی کو دعا کی درخواست کے واسطے فون کیا تھا، اس وقت حضرت نے فرمایا تھا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کا نام قرعہ اندازی میں آجائے گا، رمضان المبارک کے پہلے عشرے کے اختتام پر پورے ملک میں دستور سابق کے برخلاف دو مہینہ تاخیر سے قرعہ اندازی ہوئی۔ انگریزی میں ہونے کی وجہ سے مکمل طور پر اسے سمجھنے سے قاصر تھا، مگر سلیکٹ کے لفظ سے اندازہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری حج وعمرہ کی درخواست منظور کر لی ہے اور اللہ نے ہمیں حج کے لیے منتخب فرمالیا ہے، اس وقت میرے پیر ومرشد حضرت مولانا قاری عبدالستار صاحب (اسلام پورہ، گجرات) مدظلہ العالی خانقاہ ربانی میں مریدین کی اصلاح کے لیے موجود تھے، ان کو میں نے یہ خوش خبری سنائی، انھوں نے خوب دعا دی، حضرت بہت خوش ہوئے اور دعا دینے کے بعد فرمایا کہ میں نے 1995 میں حج کیا تھا، اس وقت میری جیب میں کل 100 روپے تھے، ایک صاحب نے کہا کہ آپ کو حج میں چلنا ہے، اس طرح انھوں نے حج ٹورز کمپنی سے اپنے خرچ پر مجھے حج کرادیا۔ مولانا نے مجھے رائے دی کہ مفتی سعید احمد سہارنپوریؒ کی کتاب "معلم الحجاج" ساتھ رکھیے گا، یہ بہت جامع کتاب ہے۔

یہ مسرت افزا میسیج تراویح کے دوران سوا9 بجے آیا تھا۔ تراویح کے بعد جب سورہ یاسین پڑھی گئی اور تعلیم مکمل ہوگئی، جب موبائل فون کھولا تو اس میسیج پر نظر پڑی، مولانا نے اپنے گاؤں فون کرکے معلوم کیا کہ فلاں فلاں کا نام قرعہ اندازی میں آیا کہ نہیں؟ بعد میں انھیں بتایا گیا کہ نہیں آیا۔ پھر حضرت نے اپنے یہاں کے ایک صاحب کے بارے میں بتایا کہ وہ چھ سال سے فارم بھر رہے ہیں مگر اس سال بھی ان کا نام نہیں آسکا۔ حضرت نے بتایا کہ ان کا نام اس سال دس ہزار ویٹنگ لسٹ میں تھا، بتایا کہ ہمارے یہاں سے درخواستیں زیادہ ہوتی ہیں اور اس حساب سے کوٹہ کم ہوتا ہے۔ مگر ہمارے یوپی میں اس سال شاید سب کی درخواستیں منظور ہوگئی ہیں۔ کیوں کہ کوٹے سے کم درخواستیں پڑی تھیں۔

اسی خانقاہ میں چمپارن بہار کے کئی لوگ مقیم تھے، جن میں سے ایک صاحب نے فارم پر کیا تھا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان کی درخواست کی منظوری کا بھی پیغام اسی وقت موبائل پر آگیا تھا۔ قاری عبدالستار صاحب نے بتایا کہ ہمارے یہاں درخواستیں اتنی زیادہ رہتی ہیں کہ دس دس ہزار تک ویٹنگ رہتی ہے، اس لیے کتنے لوگ محروم ہوجاتے ہیں۔ میں نے سحری کے وقت گھر والوں کو فون کرکے اس انتخاب کی خوش خبری سنائی۔ ماسٹر مجیب الرحمٰن صاحب کو وہ میسیج بھیج دیا کہ اس کا صحیح صحیح مطلب بتائیں، انہوں نے فون کرکے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ یہ عارضی منظوری ہوتی ہے، جب پیسے جمع ہوجاتے ہیں تب وہ مکمل تسلیم کی جاتی ہے۔

شدہ شدہ یہ خبر قریبی لوگوں میں پھیلی، میں نے اسی رات خوشی میں شکرانے کی دو رکعت نماز ادا کی اور دیر تک اس بشارت پر دعا میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور بہت کچھ مانگا۔

ہیلتھ سرٹیفکیٹ : اس کے بعد رمضان المبارک کے دوسرے عشرے میں حج خرچ کی پہلی قسط ادا کرنی تھی، مگر بینک میں جمع شدہ پیسے کی سلیپ کے ساتھ صحت کی مصدقہ سند اور پاسپورٹ بھی جمع کرنے تھے، ہیلتھ سرٹیفکیٹ میں شرط یہ تھی کہ ایلو پیتھک ڈاکٹر کی تصدیق ہو، کئی سالوں سے پورہ معروف کے اکثر حجاج کرام مقامی طور پر مولانا ڈاکٹر محمد عمران صاحب قاسمی سے اس کا کاغذ بنوالیا کرتے تھے، وہ یونانی ڈاکٹر ہیں اور غازی پور کے ایک سرکاری اسپتال میں ان کی ڈیوٹی رہتی ہے، جب میں نے کمپیوٹر سے ہیلتھ سرٹیفکیٹ کا فارم نکلوا کر اپنے لڑکے کے ذریعے ان کے یہاں رات کو بھیجا تو اس کے معائنے کے بعد انہوں نے فون کیا کہ اب نئے حکم نامے کے مطابق اس کی تصدیق صرف ایلو پیتھک ڈاکٹر ہی کرسکیں گے، جو کسی سرکاری اسپتال میں متعین ہوں، پھر بنظر غائر اس کا مطالعہ کرکے بتایا کہ اب کورونا وائرس کے خوف سے اس میں ترمیم کرکے بہت سی چیزوں کی جانچ بڑھادی گئی ہے، اب یہ کام بہت مشکل اور پیچیدہ ہوجائے گا۔ میرے متعارف لوگوں میں بھی کوئی ایسا نہیں جس سے یہ کام آسانی سے مکمل کراسکوں، انہوں نے کہا کہ اس کے لیے آپ کو سرکاری اسپتال جانا ہوگا، وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کی مدد: مجھے اب فکر لاحق ہوئی کہ اس مرحلے سے کیسے نمٹا جائے؟ ذہن میں خیال آیا کہ مئو کے مولانا فضیل ندوی صاحب جو حج وغیرہ امور سے متعلق خدمات کئی سال سے انجام دیتے ہیں، ان کے یہاں جانا چاہیے، وہ اس مسئلے کے حل کے لیے کوئی ترکیب سوچیں گے اور بہتر مشورہ دیں گے، اپنے قریبی ساتھی ماسٹر رئیس صاحب سے رابطہ کیا جو حج میں جانے والے تھے۔ اگرچہ رمضان کا مہینہ تھا، مگر یہ کام ضروری تھا، اس لیے طے شدہ پروگرام کے تحت انہی کی گاڑی سے ہم دونوں ضروری کاغذات کے ساتھ مئو، ظہر کے بعد سخت دھوپ میں گئے اور ساری تفصیل سے آگاہی حاصل کی، انہوں نے بتایا کہ ہیلتھ سرٹیفکیٹ یہیں ایک ڈاکٹر صاحب سے بن جائے گا۔ چوک پر ڈاکٹر جاوید اختر صاحب کی کلینک تھی، جو کھلی ہوئی تھی، وہاں ہم دونوں پہنچے، اور بس جلد ہی ہم لوگوں کا نمبر آگیا، اندر ڈاکٹر صاحب اے سی روم میں موجود تھے، بہت ہنس مکھ اور خلیق، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، انہوں نے فارم لیا اور ضروری سوالات کے بعد تصدیق کرکے مہر وغیرہ لگادی، پھر پوچھا کہ کہاں سے آئے ہیں؟ پورہ معروف کے نام پر انہوں نے سوال کیا کہ وہاں ہماری کچھ رشتے داریاں بھی ہیں، پھر انہوں نے پوچھا کہ مجیب الاسلام کو جانتے ہیں؟ ماسٹر رئیس صاحب نے کہا کہ محمد ہڑبڑ کے لڑکے ہیں نا؟ اتنا سنتے ہی میں اچھل پڑا اور کہا کہ ان کا نام مجیب الرحمٰن ہے، میں انہی کے ساتھ گاڑی پر روزانہ مدرسے جاتا آتا ہوں، انہوں نے کہا کہ آپ بھی ادری

پڑھاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ جی ہاں، تب انہوں نے بتایا کہ میں ان کی اہلیہ کا ماموں ہوں۔ان سے مل کر بہت خوشی ہوئی اور جو خدشات ذہن میں تھے، وہ سب حل ہوکر دور ہو گئے،اس دن اللہ تعالیٰ کی نصرت پا کر بے انتہا خوشی حاصل ہوئی اور دل سے ان کے لیے بے اختیار دعا نکلی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی خاص مہربانی سے دیگر کام بھی پورا ہوتا رہا،ان میں سے ایک کام یہ بھی تھا کہ کووڈ ویکسین کا لنک آدھا کارڈ سے تھا،اب باہر ملک جانے کے لیے اسے پاسپورٹ سے بھی مربوط کرنا پڑے گا، خیر اللہ کے فضل سے یہ بھی کام مکمل ہو گیا، دوسرے دن پھر ہم لوگوں کو اسی قسم کے کام سے وہیں جانا پڑا، مولانا فضیل ندوی صاحب مئو کے باہر والے افراد کا کام ترجیحی بنیادوں پر کرتے تھے،اور جو کوئی مئو شہر کا آتا، انہیں تراویح کے بعد بلاتے۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔اس طرح پہلی قسط کی رقم کی سلیپ اور پاسپورٹ سمیت سارے کاغذات کوریئر کے ذریعے مولانا فضیل ندوی صاحب کے واسطے سے یوپی حج کمیٹی تک بھیج دیے گئے،اور مطلوبہ رقم کو یونین بینک کرتھی جعفر پور میں جمع کر دیا گیا،جس کی رسید کی اطلاع فون میسیج سے مل گئی۔

حج کا تربیتی اجتماع:

حجاج کرام کو حج وعمرہ سے متعلق فضائل ومسائل سے آگاہی کی خاطر کئی تربیتی پروگرام مئو اور دوسری جگہوں پر منعقد ہوتے ہیں، 4/مئی بروز جمعرات 2023۔15/شوال 1444ھ مئو تبلیغی جماعت کے مرکز میں حجاج کرام کی تربیت کا دوسرا جوڑ تھا، جو صبح 8 بجے سے شروع ہوکر دو سیشن میں شام 4 بجے تک جاری رہا۔اس سے قبل حجاج کرام کا تربیتی اجتماع عید کے موقع پر خیر آباد میں بھی ہو چکا تھا،جس میں میری شرکت نہیں ہو سکی تھی، صبح کو 6 بجے سے ایسی بوندا باندی کا سلسلہ شروع ہوا جو ساڑھے 8 بجے تک چلتا رہا، مدرسہ جانا بھی ضروری تھا، چھٹی بچانی تھی۔بہر حال جب باران رحمت کا سلسلہ تھما تب ماسٹر مجیب الرحمٰن صاحب کے ساتھ مدرسے پہنچے، ارادہ کیا کہ واپسی میں 12 بجے پروگرام میں شرکت کروں گا، کیوں کہ اس سے قبل کی تربیت میں بھی "دیوبند کی یادیں" جلسہ کی وجہ سے معذرت کر دی تھی۔

اہلیہ کو محمد اسماعیل کے ہمراہ تبلیغی مرکز میں بھیج دیا تھا، مدرسہ چشمہ فیض ادری سے واپسی میں مئو شہر کے مرکز میں اس وقت پہنچا جب ظہرانہ کا عمل جاری تھا، وہاں مولانا نثار احمد مئو کے چھوٹے بھائی حاجی ریاض صاحب اور حاجی امین بھائی وغیرہ حضرات سے ملاقات ہوئی اور اور لوگوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا دیا گیا، دسترخوان ہی پر سامنے مولانا فضیل احمد ندوی اجالا ساڑی والے سے ملاقات ہوئی، جو حجاج کرام کے کاغذات تیار کرنے اور متعلقہ شعبوں میں اسے ارسال کرنے میں کئی سال سے مصروف العمل رہتے ہیں،ان کے ساتھ حاجی عبدالقیوم صاحب بھی تھے، ماسٹر مجیب الرحمٰن صاحب نے ان لوگوں کے بارے میں ان کی خدمات کے حوالے سے بہت کچھ بتایا، جس سے ان کی محبت دلوں میں مزید جاگزیں ہوگئی۔ پروگرام میں کئی تقریروں کے ساتھ مولانا فضیل صاحب نے حجاج کرام کو ضروری کاغذات سے متعلق رہنمائی کی، جس میں یہ بتایا کہ تیسری قسط کے لیے 7/مئی کو ایک فارم اپنے حوالہ نمبر کے ساتھ نکلوا لیں،اس میں آپ کی تیسری قسط کی ادائیگی کی تفصیل درج ہوگی، جس میں قربانی وغیرہ کے امور کا بھی ذکر ہوگا،اس کے علاوہ اور بھی رہنمائی کی بات کہی۔

کھانے سے فراغت کے بعد حاجی امین صاحب نے حج کے سلسلے میں اپنے تجربات کی روشنی میں بتایا کہ اس وقت وہاں بہت بے پردگی رہتی ہے اور لوگوں کو حج کے مسائل سے اکثر ناواقفیت رہ جاتی ہے جس سے حج مبرور بہت مجروح ہوتا ہے، بالخصوص رمی جمرات کے سلسلے میں۔حاجی صاحب نے پھر دوسرے موضوع کو چھیڑتے ہوئے بتایا کہ آپ کے یہاں کے مولانا محمد صاحب کے والد محترم حاجی محمد یاسین صاحب؛ محلہ پرانا پورہ، جن کا گزشتہ دنوں انتقال ہوا تھا،ان کے بارے میں مجھے بعد میں وفات کی خبر معلوم ہوئی، ایک دن تعزیت کے لیے گیا مگر برلائی والا روڈ اتنا خراب اور خطرناک تھا کہ ایک ہفتہ تک کمر اور بدن میں درد رہا، حاجی صاحب ہمارے ساتھ کئی چلہ لگا چکے ہیں۔حاجی محمد امین صاحب کا کہنا ہے کہ ان کے لڑکے ماسٹر محمد عثمان صاحب کہہ رہے تھے کہ ابا مرحوم آپ کا نام لے کر بہت یاد کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں بہت وقت گزارا ہے۔

پروگرام کا دوسرا حصہ بعد نماز ظہر شروع ہوا، خواتین کے لئے مرکز کی بالائی منزل پر پردے کی رعایت کے ساتھ اچھا نظم کیا گیا تھا۔ تمام حجاج کرام کے لیے مکمل ضیافت کا بہترین انتظام کیا گیا تھا، مولانا مفتی انور علی صاحب استاذ دارالعلوم مئو نے تفصیل کے ساتھ حجاج کرام کی رہنمائی کے لیے قیمتی نصیحتیں کیں، اور انہیں حج وعمرہ سے متعلق ضروری معلومات سے نوازا۔ مفتی صاحب نے سامعین کے بہت سے سوالات کے تشفی بخش جوابات دیے اور اضطباع، رمل، طواف کی قسمیں، زیارات مقامات مقدسہ اور دعاؤں کے اہتمام کے بارے میں ضروری ہدایتیں دیں۔

حجاج کرام کے لیے ہدایات:

اس کے بعد مفتی محمد جاوید صاحب استاذ مدرسہ مرقات العلوم مئو نے حجاج کرام کی بہت سی کوتاہیوں اور غلطیوں کی نشاندھی کرتے ہوئے انہیں مستقل پردے کے اہتمام کی تاکید کی اور بتایا کہ اسلام میں حقیقی بھائی، علاتی، اخیافی اور رضاعی بھائی بہن کے علاوہ کوئی عرفاتی بھائی نہیں ہوتا۔ اس لیے اجنبیوں سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ مفتی صاحب نے حج اور بعد میں لوگوں کی طرف سے پر تکلف دعوتوں سے اجتناب کرنے کی ہدایت دی اور کہا کہ حاجیوں کو بھی چاہیے کہ وہ حج وعمرہ کے لیے نکلنے سے قبل اور بعد میں خود بھی دعوتیں نہ پکوائیں اور نہ دوسروں کی دعوتوں میں جائیں۔ ڈاکٹر حضرات بھی زور دے کر کہتے ہیں کہ ان دعوتوں کے مرغن کھانوں اور ثقیل غذاؤں سے حجاج کرام کے پیٹ متاثر ہوکر دوسرے امراض کے وجود کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ مفتی محمد جاوید صاحب نے کہا کہ اسی کے ساتھ حجاج کرام کی مشایعت کے لیے ضرورت سے زیادہ گاڑیاں کرایہ پر لی جاتی ہیں اور ایک حاجی کو رخصت کرنے کے لیے پچاسوں لوگ چلے جاتے ہیں جس سے ائیر پورٹ پر پولیس اور کارکنان کو تکلیف ہوتی ہے، اس سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ اسی طرح مقامات مقدسہ پہنچ کر طائف اور جدہ کے بازاروں کی سیر وتفریح میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے، البتہ غار حرا، غار ثور، مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، متحف الکسوہ، اور اس قسم کی تاریخی جگہوں پر جاکر متبرک اشیا کی زیارت کرنا بہتر ہے، ورنہ بڑے بڑے شہروں کی سیر وتفریح سے پیسے، وقت، اور دوسری چیزوں کے ضیاع کے علاوہ حج کی روحانیت بھی متاثر ہوتی ہے، جو حج کی روح کے خلاف ہے، اس سے حج کی برکتیں ختم ہوجاتی ہیں، دوسرے لوگوں سے اختلاط اور خارجین سے کمروں میں دیر دیر تک ملاقات اور ان کے روم میں جانے میں بہت سا نقصان ہوتا ہے۔ مفتی صاحب نے بتایا کہ مدینہ منورہ میں جنت البقیع کی زیارت، مسجد نبوی میں موجود مکتبہ، میدان احد، مسجد قبلتین، مسجد قباء اور اس طرح کے متبرک مقامات کے لیے صبح سویرے جاکر ظہر کی نماز سے قبل آجانا بہت ضروری ہے۔ اسی قسم کی دوسری نصیحتوں پر مفتی صاحب نے اپنی تقریر ختم کی اور دعا فرما کر سب کو دسترخوان پر پہنچ کر چائے پینے کی ہدایت دی۔ محمد اسماعیل اپنی والدہ کے ساتھ گھر واپس ہوا جب کہ میں حاجی عتیق الرحمن صاحب گرہست محلہ بانسہ کے صاحبزادے محمد شمشاد کی گاڑی سے عصر کی نماز کے وقت اپنی مسجد میں آگیا۔

حج خرچ کی رقم:

حج وعمرہ کے سفر پر جانے والوں کے لیے حکومت ہند کی بھاجپا وزیر خارجہ اسمرتی ایرانی نے ایک بیان دیا تھا جسے تمام ذرائع ابلاغ پر دیکھا، پڑھا اور سنا گیا تھا کہ اس سال 2023۔1444ھ کا حج خرچ گزشتہ سال کے مقابلے میں 50 ہزار روپیہ کم ہوگا، یہ خبر ہر جگہ بہت پسندیدگی سے پڑھی گئی، جس کے نتیجے میں بہت سے حجاج کرام نے حج فارم پر کردیے، جب کہ یہ بھی اعلان کیا گیا کہ زرمبادلہ کے طور پر ملنے والی رقم فی حاجی 21 سو ریال جواب تک ملتی تھی، وہ اب نہیں دی جائے گی، پہلی خبر سے مسلم حلقوں میں جہاں عارضی طور پر خوشی محسوس کی گئی تھی، وہ دوسری خبر سے کافور ہوگئی۔ کیوں کہ ہندوستانی رقومات کو سعودی ریال میں تبدیل کرنے کے لیے ادھر ادھر بھاگ دوڑ کرنی پڑے گی، جب کہ پہلے وہ ریال حجاج کرام کو ائیر پورٹ پر مل جایا کرتے تھے۔ حج مہنگا اور سستا ہونے کے تعلق سے سبھی حضرات کو بخوبی علم ہے کہ ہر سال اس کے خرچ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے اس کے سستے ہونے کی خبر پر کسی کو یقین نہیں ہو رہا تھا۔

اب 6رمئی کو پیسے جمع کرنے کی تیسری اور آخری قسط کا جب اعلان ہوا تو وہ خدشہ جو سنجیدہ حلقوں میں بے چینی کا سبب بن رہا تھا، وہ ظاہر ہوگیا، کیوں کہ

لوگوں کا اندازہ تھا کہ دوقسط جمع کرنے کے بعد اب محض ایک لاکھ روپے یا دو چار ہزار روپے اور جمع کرنے پڑیں گے، مگر اس کے برخلاف تقریباً ایک لاکھ 27 ہزار روپے کی قسط کا اعلان کر دیا گیا، جس کی وجہ سے عازمین حج کو دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔

سال گزشتہ تقریباً ایک حاجی پر 4 لاکھ 15 ہزار روپے عائد کیے گئے تھے، جب کہ اس سال کم خرچ اور سستے ہونے کے اعلان کے باوجود 4 لاکھ 30 ہزار روپے ہو سکتے ہیں، کیونکہ ابھی حکومت نے 4 لاکھ 20 ہزار روپے کا اعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ ابھی اخراجات بڑھنے پر ایک حاجی پر 25 ہزار روپے کا بوجھ مزید پڑ سکتا ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ جب حج و عمرہ کے خرچ کو کم نہیں کرنا تھا تو سستے حج کے اعلان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اب جو عازمین حج سستے ہونے کی خوشخبری پر حج فارم بھر کر دو قسط کی رقم جمع کر چکے ہیں، ان کے لیے اندازے سے بہت زیادہ رقم کا انتظام کرنا کتنا مشکل کام ہوگا؟ جب کہ حکومت کا کام عوام کے لیے آسانی پیدا کرنا اور اس قسم کے متبرک سفر میں اعانت کرنا ہونا چاہیے نہ کہ عوام کو فریب میں مبتلا کر کے ان کے اوپر خرچ میں بے تحاشہ اضافے کا اعلان کرنا، جب کہ عازمین حج ابھی سہمے ہوئے ہیں کہ ممکن ہے کہ ڈھائی لاکھ روپے کا دس فی صد بھی ادا کرنا پڑ جائے۔

حجاج کرام کی ٹیکہ کاری:

15 رمئی 2023 بروز دوشنبہ تعلیم الدین گرلس کالج کھیری باغ مئو میں ضلع کے تمام 380 حجاج کرام کی تربیت کا اہتمام کیا گیا، جس میں ٹیکہ کاری اور پولیو ڈراپ کا انتظام تھا۔ بیرون ملک سفر کرنیوالوں کے لیے یہ دونوں ٹیکے لازم ہوتے ہیں۔ صبح نو بجے کے قبل سے ہی لوگ پہنچنے شروع ہو گئے تھے، میں مدرسے سے وہاں پہنچا تھا، اتر پردیش مدرسہ تعلیمی بورڈ کا امتحان دو دن بعد سے شروع ہونے والا تھا، اس لیے مدرسے سے کچھ گھنٹے بعد مئو آٹو رکشہ سے گیا، اہلیہ محترمہ حاجی عتیق الرحمن گرہست کے لڑکے حاجی شمشاد اور ان کی اہلیہ کے ساتھ انہی کی آرام دہ گاڑی سے پہنچی تھی، اسی گاڑی سے شام کو پھر واپسی بھی ہوئی تھی۔ پہلے تمام کاغذات جمع کرنے تھے، جس میں حوالہ نمبر کا اسٹیٹس، ایک فوٹو اور کورونا وائرس ویکسین کا سرٹیفیکیٹ شامل تھا۔

میں جس وقت پہنچا، اس وقت مفتی انور علی صاحب استاذ دار العلوم مئو تقریر کرنے کے لیے بیٹھ چکے تھے، انہوں نے حج کی اہمیت اور طریقۂ حج سے متعلق تقریر کی، اس کے بعد مولانا فضیل ندوی صاحب اور حاجی عبد القیوم صاحب نے سفر حج اور اس کے قوانین سے متعلق حجاج کرام کو معلومات پہنچائی۔ جس میں بتایا کہ ابھی تمام حجاج کرام کو پولیو ڈراپ پلائی جائے گی اور انجکشن بھی لگایا جائے گا۔ اس کے بعد سب کا ہیلتھ کارڈ بنے گا جسے ایئر پورٹ پر سب کو دکھانا لازمی ہوگا۔

ایک گوشہ میں پروگرام میں شریک خواتین کرسیوں پر تشریف فرما تھیں، اور دوسری جانب مردوں کے لیے نشست کا انتظام تھا، سب لوگوں کا اکرام بسکٹ اور ٹھنڈے پانی سے کیا جا رہا تھا، ساتھ میں چائے بھی پلائی گئی اور پروگرام کے اختتام پر بھرپور ناشتہ کرایا گیا، اس دوران ٹیکہ کاری پروگرام جاری تھا اور آخر میں سب کو حوالہ نمبر اور نام کے ساتھ وہ صحت نامہ ضروری کاغذات کے ساتھ حجاج کرام کو تفویض کیا گیا۔ چوں کہ حجاج کرام کے اجتماع اور ان کی تربیت کا یہ آخری پروگرام تھا اس لیے مولانا فضیل ندوی صاحب نے حجاج کرام سے ان لوگوں کے لیے دعاؤں کی خصوصی درخواست کی جنھوں نے کسی بھی طرح سے حجاج کا تعاون کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری بس یہی درخواست ہے کہ جہاں عالم اسلام کے لیے آپ حضرات دعائیں کریں وہیں ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ مولانا نے مزید کہا کہ اس سے پہلے آپ نے جن ڈاکٹر سے ہیلتھ سرٹیفکیٹ بنوایا تھا، انہی سے اس کارڈ کے صفحہ نمبر 6 پر مہر بھی لگوا لیں۔

مولانا نے مزید بتایا کہ اس سال بنارس سے ابھی فلائٹ کلیر نہیں ہوئی ہے، حالانکہ فارم میں اس کی تعیین تھی اور اسی کے حساب سے اس میں رقم بھی زیادہ جمع کی گئی تھی، مگر ایک خیال کے مطابق چوں کہ وزیر اعظم نریندر مودی ان تاریخوں میں بنارس کا دورہ کرنے والے ہیں اس لیے وہاں کی فلائٹ کینسل کر کے لکھنؤ سے اڑان بھرنے کا امکان ہے۔ جب کہ تحقیقی ذرائع سے معلوم ہوا کہ اب وارانسی سے حج و عمرہ کی فلائٹیں آئندہ بھی نہیں ہوں گی، اس طرح "کاشی سے کعبہ" والی خوش فہمیاں اپنے اختتام کو پہنچیں۔

حاجی عبدالقیوم صاحب نے بتایا کہ مختلف قسم کی اسمگلنگ کی وجہ سے حجاج کرام کے لیے بھی نئے نئے قانون کی پابندی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس میں سے گٹھکا، سرتی، گل اور دوسری قسم کی نشہ آور اشیاء سے سب کو پرہیز کرنا لازم ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی حاجی جب آٹا لے جائیں تو کسی کمپنی کا سل مہر پیک ہونا چاہیے، اگر دوا لے جانا چاہتے ہیں تو کسی ڈاکٹر کا پرچہ ساتھ ساتھ ہونا چاہیے۔ اور ایک حاجی صرف 40 /کیلو لگیج اور ساتھ کے ہینڈ بیگ میں 7 /کیلو کا وزن رکھ سکتے ہیں۔ نیز بینک میں جمع شدہ رقم کی سلیپ بھی ساتھ رکھنی ہوگی۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اس سال فلائٹیں مدینہ منورہ جائیں گی۔ اگر چہ اس کے برخلاف ہوا، اور دس جون سے جانے والی پروازیں جدہ بھیجی گئیں۔ ڈیڑھ بجے تک یہ تربیتی کیمپ جاری رہا اس کے بعد سبھی حجاج کرام اپنے اپنے مستقر کی جانب روانہ ہو گئے۔

لکھنؤ سے فلائٹوں کا آغاز:

وعدے کے مطابق 21 / مئی 2023 مطابق 30 / شوال 1444 ھ سے حجاج کرام کی فلائٹ لکھنؤ سے شروع ہوگئی، پہلی فلائٹ کی بس لکھنؤ سے ہری جھنڈی دکھا کر روانہ کی گئی۔ جس میں لکھنؤ کی موقر شخصیات؛ جس میں فرنگی محل کے علماء میں مولانا خالد رشید فرنگی محلی صاحب اور کچھ وزیر بھی شامل تھے، انہوں نے حجاج کرام کو چودھری چرن سنگھ ایئر پورٹ کے لیے روانہ کیا۔ یہ فلائٹ سیدھے مدینہ منورہ ائیرپورٹ پانچ گھنٹے میں بخیر وعافیت پہنچ گئی۔ چوں کہ ابھی پہلی فلائٹ تھی، اس لیے مدینہ مطار پر بھی ان حجاج کرام کا پرجوش استقبال کیا گیا اور انہیں کھانے پینے کی کچھ چیزیں بطور ضیافت پیش کی گئیں۔ وہاں دیگر کئی ممالک کی پروازیں بھی مدینہ پہنچیں، جس میں انڈونیشیا اور پاکستان شامل ہیں۔

ابھی بنارس سے روانہ ہونے والے حجاج کرام کی پرواز کی تاریخیں نہیں جاری کی گئی ہیں، جب کہ دیگر مقامات پرواز سے حجاج کرام حرمین شریفین تشریف لے جا رہے ہیں، اس لیے اکثر حضرات ہم لوگوں سے ہماری پرواز کی تاریخ کے معاملے کے متعلق دریافت کرتے رہتے ہیں۔

وارانسی کی پروازیں منسوخ:

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ وارانسی کی فلائٹیں اب منسوخ کر دی گئی ہیں، اب یہ سبھی پروازیں لکھنؤ سے روانہ ہوں گی۔ البتہ ان کا شیڈول اس وقت شروع ہوگا جب پہلے سے لکھنؤ والی پروازوں کے مسافرین 6 جون تک چلے جائیں گے۔ بنارس سے روانہ ہونے والے حجاج کرام کی تعداد تقریباً 2700 ہے۔ جب کہ یوپی کے تمام حجاج کرام کی تعداد 26786 ہے۔ حالانکہ یوپی کا کل کوٹہ 32 ہزار کر دیا گیا تھا۔ جب کہ اس سال 2023ء میں ہندوستان کے کل حاجیوں کا ملا ہوا کوٹہ ایک لاکھ پچہتر ہزار بڑھا کر کر دیا گیا ہے، جس میں شاید چالیس یا پینتالیس ہزار ٹورز کمپنیوں کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ اس سال بھی تعداد کم ہونے کی وجہ سے قرعہ اندازی کی ضرورت پیش نہیں آئی اور تمام مرسلہ درخواستیں منظور کر لی گئیں، اس میں وہ خواتین بھی شامل ہیں جو حکومت کی اجازت سے بغیر محرم کے سفر حج پر روانہ ہونے والی ہیں، حالانکہ شریعتِ اسلامیہ کی جانب سے ہرگز ہرگز اس کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔

حجاج کرام کو اس سال سے زر مبادلہ کی جو رقم ریال کے طور پر 21 / سو ملتی تھی وہ اب نہیں ملے گی، اور حجاج کرام کو اس کا خود انتظام کرنا پڑے گا۔ جب کہ اس قانون کی وجہ سے اکثر حضرات کو تشویش میں مبتلا اس لیے دیکھا گیا ہے کہ عموماً رقومات کی تبدیلی کے متعلق صحیح معلومات لوگوں کو نہیں رہتی، جب کہ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کی جانب سے روزانہ میسیج اور فون کے ذریعے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ سعودی ریال لینے کے لیے ہمارے بینک کی سہولیات سے فائدہ اٹھائیں، جب کہ مسئلہ یہ بھی درپیش ہے کہ وہ ایک ریال کے بدلے کتنا وصول کریں گے؟

کیوں کہ ہمارے محلہ کے قاری خلیل الرحمٰن صاحب استاذ مدرسہ ضیاء العلوم پورہ معروف نے بتایا کہ ایک ریال بدلنے کی قیمت پرائیویٹ ادارے والے 22 روپے ساٹھ پیسے وصول کر رہے ہیں، جب کہ بینک والے متعین رقم کا اعلان نہیں کر رہے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ لکھنؤ کے مولانا علی میاں حج ہاؤس میں رقم بدلنے کا انتظام رہے گا، جب کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سعودی عرب جا کر بھی یہ کام ممکن ہے۔ بہر حال یہ صورتحال حجاج کرام کے لیے پریشان کن ہے۔ بعض حجاج کرام نے ابتدا میں انڈین کرنسی کو ریال میں بدل لیا وہ نفع میں رہے، کیوں کہ انھیں اکیس روپے کے بدلے ایک ریال

حاصل ہو گیا، بعد میں اس میں اضافہ ہونے لگا۔

حج کی دعوتیں:

تبلیغی مرکز مئو میں اگر چہ حاجیوں کو دعوت طعام سے گریز کرنے کی صلاح دی گئی تھی، مگر حجاج کرام کی خاطر پر تکلف دعوتیں کرنے کی یہ رسمیں اتنی زور پکڑ چکی ہیں کہ ابھی ان رسموں میں بڑھنے کے علاوہ کم ہونے کی گنجائش نظر نہیں آتی۔ جب کہ اس ظہرانے اور عشائیہ پروگراموں میں آنے جانے کی وجہ سے جہاں وقت کا ضیاع ہوتا ہے وہیں مرغن غذاؤں کی ثقالت سے پیٹ کی آنتیں بھی بری طرح متاثر ہوتی ہیں۔ دعوت کے مقام پر پہنچ کر دوسرے مدعو حجاج کرام کے انتظار میں بھی تاخیر ہوتی چلی جاتی ہے، پھر کھانے کے بعد مقامات مقدسہ کی باتوں اور تجربوں کے تبادلے میں بھی وقت برباد ہوتا ہے۔ جب کہ دعوتوں کے قبول کرنے کے سلسلے میں اول وہلہ میں معذرت کی جاتی تھی کہ بہتر ہوگا آپ ان سب چونچلوں میں نہ پڑیں، مگر وہ تو اپنے طور پر قبول کرانے کا فیصلہ کر کے آئے ہوئے ہوتے ہیں، اس لیے صاف انکار سے خاطر شکنی کے خوف سے ہاں کرنی ہی پڑتی تھی، جب کہ بعد میں بہت سے داعیوں کی دعوتوں سے معذرت کے صاف لفظوں سے کام لینا پڑا۔ دعوت کرنے والوں کی نیتیں بہت اچھی ہوتی ہوں گی، ان کے دل کے راز سے تو کوئی واقف نہیں ہوسکتا، مگر وہ جتنی محبت اور خوشی سے کھلاتے پلاتے ہیں اس پر دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ دعوت کرنے کا یہ جذبہ دل میں اس لیے پیدا ہوتا ہوگا کہ حج وعمرہ کے مقدس سفر پر جانے والے حضرات بہت نیک بخت ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوں گے، یہ اللہ کا وفد ہوتے ہیں، ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، قبولیت کے اوقات میں اگر اپنی دعاؤں میں یہ لوگ ہمیں بھی یاد فرمالیں گے تو ہماری مرادیں اور نیک تمنائیں بھی پایۂ تکمیل کو پہنچیں گی، اللہ تعالیٰ تو بندوں کے گمان کے مطابق معاملہ فرماتے ہیں، اس طرح دعوتوں کے ذریعے دعا کی پرزور درخواست کرنے کا ایک خوشگوار موقع مل جاتا ہے اور اس بہانے جانے والوں سے اپنی محبت کے اظہار کا خوشنما وسیلہ ہاتھ آجاتا ہے۔

دعوتوں کا یہ سلسلہ دوعشرے تک وقفے وقفے سے جاری رہا، بعض ملنسار اور خوش مزاج احباب نے سفر حج کی متعینہ تاریخ کی تاخیر پر چٹکی لیتے ہوئے کہا کہ چلئے اس بہانے دعوتوں کا سلسلہ بھی دراز ہوتا رہے گا۔

خیر جن محبین حضرات نے اپنی اپنی محبتوں کا خوبصورت اظہار کیا ان میں حاجی شمس الزماں صاحب، ماسٹر مجیب الرحمٰن صاحب، محترم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب، جناب قاری محمد اسعد صاحب اور جناب عبدالنور ابن مرحوم رفیق احمد ماموں، برادرم حافظ محمد اسلم صاحب ابن عم مرحوم مولانا محمد عزیر صاحب، حاجی عتیق الرحمن صاحب گرہست ابن محمد فاروق مرحوم، برادرم حافظ انوار احمد صاحب ابن حافظ وحاجی محمد مصطفیٰ مرحوم (جو میری اہلیہ کے بڑے بھائی ہیں) مولوی عبد اللطیف ابن مولانا انصار احمد صاحب، جو میری اہلیہ کے بھتیجے ہیں، میری بڑی بہن حجن شہید النسا، اسلام پور، بچلی بہن نجم النسا، چھوٹی بہن سمیہ خاتون، (ان تینوں بہنوں نے کپڑوں کے علاوہ حج کے ایام میں خوردونوش کے لیے بہت سارے تحفے تحائف سے بھی نوازا، بالخصوص بڑی بہن نے؛ جو حج کر چکی ہیں، انہوں نے جتنے حلوے اور اچار دیے، وہ ناقابل فراموش ہیں) جناب اشتیاق احمد ابن محمد عمر سینئر، میرے خالہ زاد بھائی حاجی محمد سفیان، نیاپورہ، پڑوسی مولانا شکیل احمد ابن حاجی محمد عمر صاحب، جناب حاجی محمد اسعد ابن محمد صفی مرحوم، مولوی نوشاد احمد اور مولوی شمشاد احمد ابن حاجی شمس الزماں صاحب، جناب بدر الزماں ابن حاجی ضمیر احمد مرحوم، محمد انیس ونفیس ابن جناب محمد سہیل مرحوم بانسہ، حافظ محمد رضوان ابن حاجی وکیل احمد بانسہ، اور میرے بڑے لڑکے مولوی محمد عبادہ سلمہ، میرے داماد مولوی محمد اسامہ اور جناب عبد الرحمن صاحب، مولانا مطیع اللہ مسعود قاسمی، مولانا نوشاد احمد قاسمی، حافظ محفوظ الرحمن صاحب امام مسجد فاطمہ، جناب محفوظ الرحمن اور ان کے بڑے بھائی ابن جناب عبد العظیم منیب جی مرحوم، مولانا محبوب حسن صاحب ادری وغیرہ حضرات کا نام یاد آرہا ہے۔ جب کہ بہت سے لوگوں کی دعوتوں سے معذرت کرلی گئی۔ ان میں مقامی داعیوں کے ساتھ بیرونی محبین بھی شامل ہیں۔

21 رمئی 2023 سے وعدے کے مطابق لکھنؤ اور دیگر بین الاقوامی ہوائی اڈے سے حجاج کرام کی پروازیں شروع ہوگئی ہیں، جن حضرات نے بنارس طیران گاہ کو منتخب کیا ہوا تھا، اب ان کی پروازوں کا شیڈول جاری کردیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہم لوگوں کی فلائٹ کا بھی فیصلہ سنادیا گیا ہے، جس کے

مطابق 11 / جون 2023 بروز اتوار۔ 21 / ذی القعدہ 1444ھ کو لکھنؤ ائر پورٹ سے پرواز صبح دس بج کر پچاس منٹ پر ہوگی، مولانا علی میاں حج ہاؤس میں ایک دن پہلے پہنچنا ہوگا، جب کہ رپورٹنگ 9 جون کو دس بجے کرنی ہوگی۔ اس حساب سے کسی کو متعینہ وقت پر بھیجنا ہوگا۔

حج ہاؤس میں رپورٹنگ:

9 / جون، مطابق ۱۹ / ذی قعدہ کو رپورٹنگ کے لیے پورہ معروف کے کئی حجاج کرام؛ جیسے قاری خلیل الرحمٰن موذن، حاجی بدرالزمان نئی بستی، حاجی شمشاد ابن عتیق الرحمن گرہست اور میں نے طے کیا کہ مشترکہ طور پر ایک گاڑی لکھنؤ جانے کے لیے ریزرو کرلی جائے۔ تاکہ کار کا آٹھ ہزار کا کرایہ مساوی طور پر سب میں تقسیم ہوجائے۔ اس کام کے واسطے میں نے اپنے بڑے بیٹے مولوی محمد عبادہ کو منتخب کیا۔

9 / جون کو دس بجے صبح رپورٹنگ کا وقت تھا، اس لیے سحری کے وقت ساڑھے تین بجے یہ قافلہ نکل گیا، وقت پر نکلنے اور جانے والوں کو تیار کرنے کے لیے مجھے فون سے تین بجے قبل ہی جگا دیا گیا، پھر سونے میں نہیں آیا۔ یہ سب لڑکے ضروری کاغذات لے کر مطیع الرحمان عرف پکڑو کے ٹال کے پاس پہنچے۔ ان کاغذات میں ہیلتھ سرٹیفکیٹ، بینک میں پیسہ جمع کرنے کی سلیپ اور ویکسین سرٹیفکیٹ شامل تھے۔ یہ کاغذات مولانا علی میاں حج ہاؤس لکھنؤ میں جمع کرکے ریسیونگ کاپی حاصل کرنی تھی، نیز وہ کاغذ لینا تھا جس کو دکھا کر ہمیں 10 / جون کو جانے پر وہیں سے ٹکٹ ملنے والا تھا۔ لکھنؤ جانے کے لیے اعظم گڑھ کے قریب سے پروانچل ایکسپریس سکس روڈ نکلا ہوا ہے۔ اسی روڈ سے یہ لڑکے گئے اور نو بجے صبح کو اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ گیارہ بجے کے قریب محمد عبادہ نے رپورٹنگ حاصل کرکے اس کی تصویر واٹس ایپ سے ارسال کردی، جس سے بہت مسرت ہوئی۔ یہ قافلہ رات کو ایک بجے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت گھر آگیا۔

گھر پہ بہن بیٹیاں اور کچھ رشتے دار جمع تھے، محمد عبادہ کے انتظار میں اور گھر پہ بہن بیٹیوں کی آمد سے رات کو دیر تک جاگنا پڑا۔ دوسرے دن عصر کی نماز کے بعد فوراً مقدس سفر کے واسطے نکلنا تھا۔ صبح کو میں نے سفر مکہ کے واسطے تمام ضروری کاغذات رکھ لیے۔ جس میں رپورٹنگ کا کاغذ، ہیلتھ اور ویکسین سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ، بینک کی سلیپ، بلڈ گروپ، آدھار کارڈ، کئی عدد فوٹو وغیرہ شامل تھے۔ اس دوران یوپی مدرسہ تعلیمی بورڈ کی کاپیوں کا جانچ کا کام بھی جاری تھا، جس میں مدرسہ چشمۂ فیض کے دیگر اساتذہ کے علاوہ میری بھی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی، اس کی لیے مرکز ترقیم جامعہ مصباح العلوم کو پا گنج کو بنایا گیا تھا۔ اس لیے مدرسہ کا تعلیمی نظام بری طرح متاثر تھا۔

چھوٹوں اور بڑوں سے ملاقاتیں:

حج سفر میں جانے سے قبل اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے محلہ کے حضرات، نیز رشتے داروں اور پڑوسیوں کے گھروں پر جاکر ملاقات کے علاوہ اپنے موجود اساتذہ سے ملاقات کرکے ان سے دعائیں لیں اور غلطیوں کی معافی کی گزارش کی۔ ان اساتذہ میں محلہ پارہ کے قاری حبیب الرحمٰن صاحب اور مولانا مجیب الرحمٰن صاحب اور محلہ بلوہ کے مولانا ضیاء الحق صاحب اور قاری محمد عثمان صاحب ہیں۔ قاری حبیب الرحمٰن صاحب گھر پر نہیں مل سکے، گھر والوں کو کوئی علم بھی نہیں تھا، اس لیے میں مدرسہ اشاعت العلوم میں پہنچا، وہاں بھی نہیں مل پائے، تو فون سے جب رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک جگہ کسی حاجی صاحب کے سامان پر ضروری تحریر لکھنے گئے ہیں، اس لیے فون سے ہی اپنی درخواست پیش کی اور دعاؤں کا خواستگار ہوا۔ مولانا مجیب الرحمٰن صاحب عرصۂ دراز سے بیمار چل رہے ہیں، فالج زدہ ہیں اور بات بھی نہیں کرپاتے ہیں، پھر بھی ان کے سامنے اپنی بات رکھی اور دعاؤں کی گزارش کی۔ یہ اپنے اساتذہ میں سب سے زیادہ خندہ پیشانی سے ملنے والے اور بلبل کی طرح چہکنے والے تھے، آج ان کی حالت اور بے زبانی دیکھ کر قلق ہوا، اللہ تعالیٰ خیر وعافیت عطا فرمائے آمین۔

ربانی خانقاہ میں: یہ جمعہ کا دن تھا، میری بھی چھٹی تھی، اس لیے اس دن زیادہ لوگوں سے ملاقات کی، فجر کی نماز کے بعد چائے پی کر خانقاہ ربانی پہنچا، اس وقت وہاں محترم عبدالودود انصاری صاحب اور بیضا پور کے ایک صاحب جو شیدا کے بھتیجے ہیں۔ موجود تھے اور دعا ہورہی تھی، اس میں شامل ہوا۔

مولانا محمد عمر صاحب بھی آگئے، پھر مولانا عبدالرحیم صاحب کو گھر سے مدعو کیا گیا، وہ فجر کے بعد سو گئے تھے مگر میرا نام سن کر تشریف لائے اور کچھ دیر میں ہلکا ناشتہ بھی حاضر کر دیا۔ ان لوگوں سے کہا سنا معاف کرایا، ان لوگوں نے اصرار کیا کہ آپ حج وعمرہ کے مقدس سفر پر کل نکلنے والے ہیں، اس لیے آپ دعا دوبارہ کرا دیں۔ میں نے کہا کہ آپ سبھی حضرات مقامات مقدسہ دیکھ آئے ہیں، اس لیے آپ میں سے کوئی صاحب یہ کام کر دیں۔ مگر میری بات رد کر دی گئی اور مجبوراً مجھے دعا کی لیے ہامی بھرنی پڑی، ناشتہ بھی سامنے موجود تھا، اسی دوران نہ جانے کیا خیال آیا کہ میں نے مولانا کمال اختر صاحب خیرآبادی کے یہاں فون کر دیا جو آج ہی صبح کو مولانا حشمت اللہ صاحب قاسمی محمد آبادی کے ہمراہ ملاقات کے لیے میرے گھر پہنچنے والے تھے اور میں گھر پر ان کے ناشتے کا انتظام اس طرح کر کے آیا تھا کہ گوشت لا کر اسے تیار کرنے کو کہہ دیا تھا، ان سے جب فون نمبر پر رابطہ ہوا کہ آپ لوگ کہاں تک پہنچے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ ہم لوگ نئی بستی میں آچکے ہیں اور فلاں مولانا مل گئے تھے اس لیے وہ چائے پلانے لگے۔ میں نے کہا یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ میں بھی نئی بستی میں خانقاہ ربانی میں موجود ہوں، اس لیے آپ یہیں آجائیں۔

چنانچہ وہ لوگ جلد ہی آگئے اور ہم لوگوں نے مسجد میں ان کے آنے کے انتظار میں ناشتے اور دعا سے رکے رہے۔ ان کی آمد پر میں نے آپس میں ایک دوسرے کا تعارف کرایا اور پھر مختصر دعا کے بعد ناشتے سے فراغت حاصل کی۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا ہوا کہ آپ سے رابطہ ہو گیا ورنہ آپ لوگ گھر پہنچ کر پریشان ہوتے، میں موبائل بھی ساتھ لے کر نہیں گیا تھا، مجھے ابھی مولانا ارشاد خلیل سے ملاقات کرنی باقی تھی، کیوں کہ ایک دن قبل ان کے گھر جب ملنے گیا تو وہ مئو کے لیے کسی کام سے چلے گئے تھے۔ اس لیے ناکام واپس آنا پڑا تھا۔ اک ملاقات آج بہت ضروری تھی۔ میں نے اپنے مہمانوں سے کہا کہ مولانا ارشاد خلیل ایک دو مہینے سے کسی خطرناک بیماری کے شکار ہو گئے ہیں، ڈاکٹر نے جانچ رپورٹ میں بتایا ہے کہ مثانے میں گانٹھ پڑ گئی ہے جس کی وجہ سے خون کی پیشاب ہوتی ہے۔ وہ لوگ ان سے واقف تھے، کیوں کہ دیوبند میں سب اک دوسرے کے ہم عصر تھے، اس لیے احقر اور مولانا عبدالرحیم صاحب اور وہ دونوں مہمان مولانا کی عیادت کو پہنچے۔ مولانا اپنے دروازے پر مل گئے، اور سبھی حضرات سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ ان کے یہاں سے ضیافت سے لطف اندوز ہو کر ہم لوگ دو گاڑی سے نکلے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب سے درخواست کی کہ وہ اپنی گاڑی لے کر آئیں اور ہمارے گھر ہی مہمانوں کے ساتھ ناشتہ کریں۔ اس طرح الحمدللہ سب کام مکمل ہو گیا۔

جن علماء سے ان کے گھر جا کر ملاقات کی ان میں مولانا شبیر احمد مشتاق صاحب ہیں، ان کی دعائیں بھی حاصل ہوئیں، وہ کسی دن ناشتہ پر مدعو بھی کرنا چاہتے تھے مگر میں نے معذرت کر لی، وہ محبت اور غایت شفقت میں ایک دن خود بھی گھر پر تشریف لائے اور خمیرہ گاؤزباں کی دو بڑی فائل یہ کہہ کر پیش کی کہ میری جانب سے ہدیۂ متواضعہ قبول فرمائیے۔ مولانا نے نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ وہاں پہنچ کر کسی کام میں جلد بازی نہ کریں اور ہر جگہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں تاکہ کسی سے کوئی نزاع کی صورت پیدا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی محبت اور ہدیہ کو قبول فرمائے۔ جو مکہ مکرمہ میں الحمدللہ کام دے رہا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیرا۔

جن معذورین کے گھروں پر جا کر ملاقات کی ان میں ہمارے پڑوسی جناب حاجی حسین احمد ابن حاجی محمد عمر مرحوم بھی شامل ہیں جو کئی سال سے فالج کے حملے کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ ان کے علاوہ حاجی عبدالجبار صاحب پارچون والے، جناب نورالہدیٰ باورچی اور محترم انوار احمد مشتاق صاحب سے جا کر ملاقات کا شرف حاصل کیا اور دعائیں لیں۔ مرشدی حضرت مولانا قاری عبدالستار صاحب مدظلہ العالی گجرات سے کئی بار فون سے رابطہ ہوا اور بات ہوئی جس میں انہوں نے حج میں جانے سے پہلے خوب دعاؤں کے اہتمام کرنے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر بھی دعا میں مشغول ہونے کی ہدایت کی۔

ایک خاتون نے حج کی منظوری ملنے کے بعد رہنمائی کی کہ متواتر یہ آیت پڑھا کریں: لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاءاللہ آمنین۔ انہوں نے بتایا کہ میرے ایک استاد نے یہ بات بتائی تھی۔

حجاج کرام کی تربیت کے دوران کئی بار اس بات کی تاکید کی گئی کہ بہت ساری رسومات کا رواج بڑھتا جا رہا ہے، منجملہ ان کے حج کی پر تکلف

دعوتیں بھی ہیں۔ اس لیے دعوتوں سے بچنا چاہیے، کئی ڈاکٹر نے وضاحت کے ساتھ کہا ہے کہ اکثر حجاج کرام کے پیٹ مرغن کھانوں اور لذیذ غذاؤں کی وجہ سے خراب ہوجاتے ہیں جس کا صحت پر منفی ردعمل ہوتا ہے۔

مگر لوگوں کے اصرار اور ان کی چاہت کا کیا کہیے کہ جب وہ پورے ارادے کے ساتھ دعوت لے کر آتے ہیں تو پھر کسی طرح ماننے کو تیار نہیں ہوتے، اب اس میں یقیناً ان کے دل حج وعمرہ کی عظمت، بیت اللہ شریف جانے والوں کی قابلِ احترام نسبت اور محبت کا دخل ہوتا ہوگا، جس کی وجہ سے دعوتوں پر دعوتیں چلتی رہتی ہیں اور حجاج کرام ان پر تکلف دعوتوں کا لطف اٹھا کر ان کے زیر بار ہوجاتے ہیں، اب ایسے محبین کو حجاج کرام اپنی مخصوص دعاؤں میں کیسے فراموش کر سکتے ہیں؟ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان دعوتوں میں آمد و رفت کی وجہ سے وقت کے ضیاع کے ساتھ پیٹ کی خرابیوں کے علاوہ مختلف قسم کی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عموماً وقت پر پہنچنے کی صورت میں دوسرے حجاج کرام کی آمد کا انتظار کرنا پڑتا ہے اور ذیابیطس کے مریضوں اور پرہیزی غذا والوں کو ہر قسم کی غذاؤں سے گزرنا بھی پڑتا ہے۔ ہمیں اپنے یہاں کے ایک حاجی صاحب کے متعلق علم ہوا کہ انھوں نے مربین کی ہدایت پر سختی سے عمل کیا جس کے نتیجے میں ان سے کسی دعوت میں سامنا نہیں ہوا۔

تربیتی کیمپ میں یہ بات بھی بتائی گئی کہ حاجی صاحبان حضرات نکلنے کے وقت اپنے یہاں کسی قسم کی حج دعوت کا اہتمام نہ کریں اور سادگی کے ساتھ اپنے سفر پر نکل جائیں۔ مگر اس ہدایت پر بھی بہت کم عمل ہو پاتا ہے، اور عموماً تین چار سو لوگوں کو کھلائے بغیر لوگ نکل نہیں پاتے۔ گھر کی بہن بیٹیوں اور چند مخصوص حضرات کو تو ہمیں بھی کھلائے بغیر نکلنے نہیں دیا گیا جب کہ اس میں ہم نے ان داعیوں کو بالکل نظر انداز کر دیا جن کے ہم زیر بار رہ چکے تھے۔

اسی طرح پورے قافلے کے ساتھ گاڑیوں میں لے کر حج ہاؤس جانے اور فضول خرچیوں میں مبتلا ہونے سے اجتناب کرنے کی ہدایت کی گئی تھی، مگر اس میں بھی بہت بد احتیاطی اور اسراف دیکھا جاتا ہے، عموماً لکھنؤ سے فلائٹ ہوتی ہے، جہاں جانے کے لیے ایک گاڑی آٹھ نو ہزار میں طے کی جاتی ہے، اس میں مزید راستے کا خرچ، سیر و تفریح کے اخراجات اور دوسرے لوازمات بھی شامل کر لیے جائیں تو حاجی بہت سے فضول بوجھ کے نیچے دب جاتا ہے، جب کہ حاجی کو ہر سال اندازے سے زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔

دعوتِ حج کے طویل سلسلے کو موقوف کرتے ہوئے سفر حج سے دو تین دن قبل گھر پہ رہنا اور بچوں کے ساتھ وقت گزارنا نیز سامان سفر کی فہرست کو مکمل کرنا ضروری تھا، اس لیے کہ ان کاموں کی تکمیل کے واسطے وقت اور سکون کی ضرورت ہوتی ہے، حج مربین کی ہدایت کے باوجود کہ سفر حج پر نکلنے کے وقت گھر پہ دعوتوں کے اہتمام سے اجتناب کرنا چاہیے، اس کے باوجود اپنی بہن بیٹیاں، بھائی برادر اور چند قریبی ملنے جلنے والوں کی ضیافت کے طور پر کچھ نہ کچھ تو انتظام کرنا ہی پڑتا ہے، البتہ اس تعلق سے جتنا ممکن ہو سکا، کم پر اکتفا کیا گیا۔ اس لیے تقریباً ایک سو لوگوں کا کھانا تیار کیا گیا، ہمارے گھر کے چھوٹے بڑے کام کے لیے میرے محسن حاجی شمس الزماں صاحب خوشی سے خدمت کے لیے تیار رہتے ہیں، اپنے احاطے میں جو مولوی انور کے پڑوس میں ہے، اس میں طعام تیار کیا گیا اور گھر پہ دوپہر میں کھلا دیا گیا۔ بڑی بہن حجن شہید النسا بھی کمزوری اور علالت کے باوجود آ گئیں تھیں۔ اسی دن شام کو عصر کی نماز کے بعد سفر مقدس کیلئے روانہ ہونا تھا۔

ایک حاجی صاحب کے احسانات:

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حج کے لیے جانے سے قبل اس نے بہت سے ساتھ لے جانے والے سامان کی خریداری اور تیاری سے مجھے اس طرح بے نیاز کر دیا کہ محترم حاجی شمس الزماں صاحب نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ کے لیے میں نے حج میں ساتھ جانے والے سامان؛ یعنی چھوٹے بڑے سبھی سوٹ کیس جو میں اپنے ساتھ حج میں لے گیا تھا، وہ سب بحفاظت اس نیت سے رکھے ہوئے ہیں کہ کوئی اللہ کا بندہ جب ہمارے یہاں سے حج کے لیے جائے گا تو میں اسے دے دوں گا تاکہ اگر میں نہیں، تو کم سے کم میرا سامان اللہ کے دربار میں پہنچ جائے، اور مجھے اجر و ثواب ملنے کے ساتھ ان کی دعائیں بھی مل جائیں، کسی کے نیک کاموں میں مدد کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اسی لیے اس کا اجر و ثواب بھی بہت زیادہ ہے، چنانچہ جہاد میں جانے والوں کے سامان

کی تیاریوں میں مدد کرنے کے متعلق ترمذی شریف کی روایت میں ہے، زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی مجاہد کا سامان سفر تیار کیا حقیقت میں اس نے جہاد کیا اور جس نے غازی کے گھر والے کی خبر گیری کی حقیقت میں اس نے جہاد کیا“۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حج بھی ایک طرح کا جہاد ہی ہے، اسی لیے عموماً اکثر حضرات اس سلسلے میں حجاج کرام کا ہر ممکن تعاون کرتے ہیں۔ اسی تعلق سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا مدد کی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کرام کی خدمتوں کا بدلہ کسی نہ کسی طرح دے دیا، کیوں کہ آپ کی امت کے لیے یہی تعلیم تھی، ان اصحاب رسول اللہ میں بھی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جتنی مدد کی اور جتنی خوشی سے دل وجان سے آپ پر فدا رہتے تھے، اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: وما نفعني مال أحد قط ما نفعني مال أبي بكر. (أخرجه الترمذي) جتنا فائدہ مجھے ابوبکر کے مال نے دیا ہے اتنا فائدہ کسی اور کے مال سے نہیں ہوا. اور میرے آقا نے یہ بھی ارشاد فرمایا: عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لأحد عندنا يد إلا وقد كافيناه ما خلا أبا بكر فإن له عندنا يدا يكافيه الله بها يوم القيامة. (رواه الترمذي) یعنی جن جن لوگوں نے میری مدد کی تھی، جن جن لوگوں کا مجھ پر احسان تھا میں نے ان سب کا بدلہ دیا مگر ایک ابوبکر کہ ان کا میرے اوپر اتنا احسان اور تعاون ہے کہ اس کا بدلہ کل قیامت کے دن اللہ عزوجل اپنے خزانہ قدرت سے پورا فرمائے گا

حاجی شمس الزماں صاحب نے میرے اوپر ابتدا سے ہی جتنے احسانات کیے ہیں وہ اللہ ہی بہتر طور پر جانتا ہے، میں ان کے احسانات کا کچھ بھی بدلہ نہیں دے سکا، جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر کے متعلق ارشاد فرمایا ہے وہی میں حاجی صاحب کے لیے بھی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کے احسانات کا بدلے دے گا، البتہ ان کے اور اہل وعیال کے لیے بیت اللہ شریف کی دروازے کے سامنے بہت دعائیں کیں ہیں، اللہ پاک انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے حق میں کی گئی دعاؤں کو بھی قبول فرمائے۔ حاجی شمس الزماں صاحب چوں کہ تین سال پہلے حج کر چکے تھے، ان کے دل میں وہاں کی محبت اور وہاں کی یادیں اتنی سمائی ہوئی رہتی ہیں کہ ملاقات ہونے پر حرمین شریفین ہی کی یادوں اور وہاں کے روحانی خیالوں میں کھوکر وہیں کی باتیں کرتے رہتے ہیں اور وہیں کے تذکرے سے اپنے دل ودماغ کو معطر کیے ہوئے رہتے ہیں۔

انہیں معلوم تھا کہ وہاں جاکر کن کن چیزوں کی ضرورت پڑے گی؟ اور کیسے کیسے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا، اس لیے انہوں نے اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں ہمیں بہت پہلے سے بتا دیا تھا کہ فلاں جگہ حج کے زمانے میں فلاں فلاں شے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ انہوں نے اپنی جانب سے ہمیں ساتھ لے جانے کے لیے جو سامان دیا، ان میں سوٹ کیس وغیرہ، جو وہ لے گئے تھے، اس کے ساتھ احرام کی چادریں، دو ہینڈ بیگ، اور ایک چھوٹا بغلی بیگ، وہاں کھانا پکانے کے سبھی برتن مع لوٹا، اس کے علاوہ دال، چاول، آٹا اور اس کے متعلق بہت سے لوازمات کا انتظام کیا، نیز ستو، جسے وہ خود بھنوا کر پسوائے ہوئے تھے، علاوہ ازیں بھنا ہوا چنا، جس میں لائی، مونگ پھلی وغیرہ ملی ہوئی تھی، دیا اور کہا کہ یہ منیٰ وغیرہ میں کام آئے گا، اور زیادہ اس واسطے دیا کہ خود کھائیے گا اور اپنے ساتھیوں کو بھی کھلائیے گا۔ انہوں نے چنے کے بارے میں کہا کہ انہیں وہیں جاکر کھولیے گا ورنہ نرم ہوکر بے مزا ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی بہت سی اشیا دیں جن سے ہمیں بہت مدد ملی، نہایت اونچے قسم کی دال، چاول، اور اپنے ہاتھ سے آٹا پسوا کر ہمیں بہت ساری فکروں اور اخراجات سے راحت دے دی، محبت سے دی ہوئی ان کی یہ ساری چیزیں پورے حج سفر میں کام آئیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا اور آخرت میں اس کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے آمین۔

عصائے موسوی جیسا مفید رومال: اسی کے ساتھ جس دن گھر سے روانہ ہونا تھا وہ اپنا ایک بڑا سا سوتی گمچھا لے کر آئے اور کہا کہ آپ رومال اوڑھتے ہیں، مگر ممکن ہے کہ رومال کسی کی چھتری سے لگنے سے اٹک کر گر جائے اور یہ بڑا سا گمچھا آپ اسے تکونہ کر کے سر پر رکھ کر اس طرح باندھ لیں گے تو دھوپ سے محفوظ رہیں گے اور یہ گرنے سے بھی مامون رہے گا، میں نے ان کا خلوص اور محبت دیکھ کر اسے رکھ لیا، مکہ مکرمہ پہنچ کر ایک دن

صرف اپنا عربی اونی رومال سر پر رکھا، اس کے بعد دھوپ کی شدت نے جب اپنا اثر دکھایا تو پھر اسی گمچھے کی یاد آئی اور گھر واپسی تک وہ ہر جگہ ساتھ دیتا رہا اور گرمی سے بچانے میں مددگار ثابت ہوا، اسی کے ساتھ جس طرح عصائے موسوی کے کام اور فوائد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر اللہ تعالیٰ کو بتائے، اسی طرح یہ گمچھا بھی راستے میں کام دیتا رہا، وہ سر پر رہتا اور طواف کے دوران بھی مطاف کی دھوپ سے بچاتا، ساتھ ہی ساتھ نماز کا جب وقت ہوتا تو اسی کو بچھا کر دو آدمی نماز ادا کر لیتے، پسینہ ہونے کی صورت میں اسی سوتی کپڑے سے پسینہ خشک کر لیتے، اسی پر بس نہیں، بلڈنگ آ کر رات کو جب اے سی کی ٹھنڈک زیادہ محسوس ہوتی تو اس ہلکے مگر چادر کی طرح لمبے رومال کو اوڑھ لیتا جس سے ستر عورت اور شرم گاہ کی حفاظت کے ساتھ برودت کی شدت میں کمی آ جاتی، مجھے اس رومال اور حاجی صاحب کی قسمت پر رشک آتا کہ وہ اپنی خدمتوں کی وجہ سے گویا پورے سفر حج میں میرے ساتھ ساتھ موجود رہے ہیں، عرفات کے میدان میں جب خیمے سے نکل کر باہر دھوپ میں دعا اور ذکر اللہ کے لیے نکلے تو اس وقت ظہر کی نماز کے بعد بڑی شدت کی دھوپ تھی، مگر اس رومال نے دھوپ کی تپش میں بہت حد تک کمی کر دی تھی۔

تمام ضروری سامان کی فہرست منگوا کر جب مکمل کر لی تو اسے دو سوٹ کیس میں قرینے سے رکھ کر سیٹ کرنا اور اسے پیک کر کے اس پر پلاسٹک کا کور چڑھانا تھا، جس کے لیے گھر کے سب لڑکے اور داماد محمد اسامہ نے بہت دلچسپی دکھائی اور ترازو لا کر بیس بیس کیلو کے برابر وزن کر دیا، دیسی گھی لے جانے کے لیے ہم لوگ پس وپیش میں رہ گئے کہ کہیں راستے میں گر نہ جائے، جب کہ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ بہت سے لوگ گھی لائے ہیں، ہمارے روم پاٹنر حاجی محمد شاہد صاحب کی اہلیہ خود ایک بڑے بوتل میں اچھا خاصا گھر کا دیسی گھی لے کر گئیں تھیں جسے ہم سب لوگوں نے مل جل کر استعمال کیا، اور جب تک ختم نہیں ہو گیا، اسے بوتل سے نکال نکال کر دال کی لذت میں اضافہ کرتے رہے۔ اسی طرح اچار لے جانے کے لیے لوگوں کی رہنمائی کی وجہ سے ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں ائیر پورٹ پر لوگ نکال نہ دیں اس لیے ڈرتے ڈرتے بہت معمولی سا لے گئے وہ بھی اس کا تیل نکال کر، حالانکہ میری بڑی بہن گھر سے اسی مقصد کے لیے بہت اچھا اچار بنا کر لائی تھی۔ سرسوں تیل کو پاؤچ کی صورت میں لے گئے تا کہ پیک رہے، حالانکہ سب لوگوں کا تمام سامان بڑی آسانی سے چلا گیا، اپنے ساتھ ضروری چند جوڑے کپڑے رکھے گئے، صابن بھی لے گئے جس سے سہولت ہوئی، کئی رشتے داروں مٹھائیاں اور چنے کے حلوے کے علاوہ پاپڑی کا ڈبہ، مونگ پھلی کی پٹیاں، مربے اور بہت سے تحفے دیے تھے جن میں سے کچھ ہم لوگ لے کر گئے، جو آنے والے مہمانوں اور منی وعرفات میں کام آتے رہے۔

سعودی ریال: انڈین کرنسی کو سعودی ریال میں تبدیل کرنے کے سلسلے میں محترم ماسٹر مجیب الرحمٰن صاحب نے کہا تھا کہ میرے پاس تقریباً چوبیس سو ریال موجود ہیں، ان سے وہ ریال اس دن میں نے لے لیا جس دن ان کے گھر دعوت تھی، انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اس کے بدلے انڈین کرنسی آپ حج سے واپسی کے بعد کریں گے، چنانچہ حج سے بامرام واپسی کے بعد ان کا پیسہ لوٹا دیا۔ باقی دو ہزار ریال دیگر جگہوں سے لیا جسے میرے داماد مولوی محمد اسامہ نے فراہم کیا۔

اس طرح ۴۴ سو ریال اور کچھ انڈین کرنسی لے کر سفر حج میں دس جون 2023 کو گھر سے نکلا، پہلی جون سے 14 جون تک یوپی مدرسہ تعلیمی بورڈ کے امتحانات کی کاپیاں بھی جانچنی تھیں، اس میں میرا بھی نام تھا، اس لیے ہم لوگ جامعہ مصباح العلوم کو پا گنج جا کر دو بجے تک ترقیم کا کام کرتے تھے، یہاں سینٹر پر الہ آباد کے مدارس کی کاپیاں آئی ہوئی تھیں، ارادہ تھا کہ ایک دن پہلے سے چھٹی لے کر گھر پر ملاقات کے واسطے موجود رہوں گا، ایک دن مدرسہ چشمۂ فیض آکر حج کی بلا تنخواہ چھٹی منظور کرا لی تھی، اور اسی دن تمام اساتذہ اور ذمہ داران سے آخری ملاقات کر لی تھی، ناظم مدرسہ جناب محمد ایوب صاحب نے کئی ممبران کو بھی ملاقات کرنے اور الوداع کہنے کے واسطے بلا لیا تھا، دفتر میں ان حضرات سے ملاقات اور دعاؤں کی درخواست کا تبادلہ ہوا۔ اس سے قبل جو ملازمین حضرات سفر حج میں جاتے، ان کی مدت ملازمت کے بقدر انہیں تنخواہ کے ساتھ چھٹی ملا کرتی تھی، مثلاً اگر بیس سال کی نوکری ہو چکی ہے تو بیس دن کے معاوضے کے وہ حقدار رہوں گے، مگر اس سال سے وہ رعایت نہ جانے کیوں ختم کر دی گئی؟

جس دن عصر کی نماز کے بعد روانہ ہونا تھا، اس دن ماسٹر سلیم رضا کلرک کا فون آیا کہ آج بھی حاضری دینے کے لیے آجایئے، ماسٹر مجیب الرحمٰن صاحب نے بھی کہہ دیا، اس لیے میں ان کے ساتھ مدرسہ آیا، اور پھر چھٹی کے قریب گھر پہنچا، اس دن گھر پہ قریبی مہمانوں کو مدعو کیا گیا تھا، خیر ظہر تک بفضل اللہ تعالیٰ سارے امور سے خلاصی مل گئی، ظہر کے بعد کچھ قیلولہ کا ارادہ تھا، مگر لوگ آتے گئے اور عصر کا وقت قریب ہوتا گیا۔ گھر میں بچوں کے رونے کی آوازیں آرہی تھیں، میں بھی اندر پہنچا تو بچے اپنی ماں سے لگ کر اس عارضی جدائی پر رو رہے تھے، منذر سب سے چھوٹا ہے، اور محمد قاسم پوتا اس سے بھی معصوم ہے، منذر اور تذکرہ اپنی ماں سے لپٹ کر رو رہے تھے، اس کی ماں بھی رو رہی تھی، میں اس حالت میں پہنچا تو میری بھی آنکھیں بھیگ گئیں، سارے بچے جو لکھنؤ نہیں جانے والے تھے، ان سبھوں سے عصر کے قریب مل کر فارغ ہو گیا تھا، پھر میں نے غسل کر کے نئے کپڑے پہن لیے، جو لکھنؤ جا کر احرام پہننے کے بعد گھر واپس بھیج دینا تھا۔ سارے سامان پیک ہو چکے تھے، تین سوٹ کیس اور دو ہینڈ بیگ لے جانا تھا، ایک آرام دہ کار منا سائکل والے کی 8 ہزار روپے میں طے کر لی گئی تھی، جو عصر کے قریب ڈاکٹر امتیاز صاحب کے مکان کے پاس چکروڈ پر آ چکی تھی، جس میں بچوں نے سامان رکھ دیے تھے، طے یہ پایا تھا کہ حجن یہیں سے عصر کی نماز کے بعد سب سے مل کر بیٹھ جائیں گی، اور میں لوگوں سے ملتا ہوا بازار تک جاؤں گا؛ جو دس منٹ پیدل کا راستہ ہے، گھر پر عصر سے پہلے دو رکعت نماز ادا کر لی تھی اور حضر و سفر میں اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعائیں مانگ لی تھیں۔ اہلیہ محترمہ نے روانہ ہونے سے پہلے صدقہ و خیرات کیا، بچوں اور بہوؤں میں پیسے تقسیم کیے، اور نماز عصر کے بعد گاڑی میں بیٹھا دی گئیں۔

روانگی: ۱۰ جون کو عصر کی نماز کے بعد مسجد فاطمہ میں لوگوں سے ملاقات کی، جب کہ زیادہ لوگ الوداع کہنے کے لیے میرے ساتھ ساتھ گئے، کچھ لوگ گاؤں سے باہر جانے والے راستے تک ملاقات کر کے اور دعاؤں نیز روضۂ اقدس پر سلام کی درخواست کر کے رخصت ہوئے اور بہت سے بڑے گاؤں کی جانب سے جامعہ ام حبیبہ پورہ معروف بازار تک گئے اور گاڑی میں بیٹھا کر رخصت ہوئے، بازار میں اس وقت اچھی خاصی بھیڑ رہا کرتی ہے، اس لیے اکثر حضرات سے ملاقات اور غلطیوں کی معافی کی درخواست کرتے ہوئے منزل کی جانب روانہ ہو گئے، پڑوس کے ڈاکٹر خلیل احمد صاحب نے روانہ ہونے کے دن تاکید کر دی تھی کہ والدین مرحومین کی قبر پر فجر کے بعد جا کر فاتحہ خوانی کر لیں، اس سے نکلنے کے بعد ادھر جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی، میں نے ایسا ہی کر لیا تھا، والدین مرحومین کی قبر پر پہنچ کر خیال آیا کہ اگر والدین باحیات ہوتے تو کتنا خوش ہوتے، نصیحتیں کرتے، اپنے تجربات و مشاہدات بتاتے اور ہمیں اپنے گلے لگانے کے بعد دعائیں دے کر رخصت کرتے، بہت دیر تک تنہا وہاں بیٹھا روتا رہا، ان کے لیے مغفرت کی دعاؤں کے ساتھ ان کی شان میں ہوئی گستاخیوں اور تجاوزات پر شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرتا رہا اور ان کی رضامندی کا طالب رہا، آج اگر والدہ محترمہ زندہ ہوتیں، جو اپنے سینے میں حج و عمرہ کی تمنا لیے اس دنیا سے رخصت ہو گئیں، تو میں ضرور انہیں بھی اپنے ساتھ لے جا کر ان کی دلی مراد پوری کر دیتا، مگر جب تک وہ اس دنیا میں رہیں، تب تک اسباب مہیا نہیں ہو سکے اور جب قسمت نے یاوری کی تو وہ اس دنیا کو خیر باد کہہ چکی تھیں، مگر یہ تمنا اور نیت بھی بہت بڑی تمنا ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حسن نیت پر انھیں حج و عمرہ کا ثواب عطا فرما دیں۔ انہوں نے زندگی میں کچھ پیسے اس غرض کے لیے جمع کیے ہوئے تھے، مگر کوئی محرم ساتھ نہ ہونے کے باعث ان کی خانۂ کعبہ کے دیدار کی تمنائیں اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر درود و سلام پڑھنے کی آرزوئیں دل ہی میں گھٹ کر رہ گئیں، اس لیے احقر العباد کو جب اپنے عمرے سے فراغت حاصل ہو گئی تو والدین مرحومین کی جانب سے عمرہ اور کئی نفلی طواف کر کے ان کی روح کو اس کا ثواب پہنچایا، طواف و سعی کے دوران ایسا محسوس ہوتا تھا کہ والدین اپنے بیٹے کی اس جدوجہد پر خوش ہو کر دعائیں دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرمائے اور انہیں اس کا بہترین اجر و ثواب عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

حج ہاؤس میں: 11 جون کو لکھنؤ سے فلائٹ دن میں تقریباً گیارہ بجے متعین تھی، پورہ معروف کے اکثر حجاج کرام سے بات ہو گئی تھی کہ عصر کی نماز کے بعد روانہ ہوں گے اور مغرب کی نماز راستے میں کہیں پڑھ لیں گے، اس لیے روانہ ہونے کے بعد قاری خلیل الرحمٰن صاحب جو مدرسہ ضیاء العلوم پورہ معروف ہیں مدرس ہیں، وہ بھی راستے میں دکھائی دیے اور تقریباً ساتھ ہی نکلے، کوئریا پار میں مغرب کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔ حجاج کرام کی گاڑیاں مئو

اعظم گڑھ روڈ سے جاتے ہوئے سٹھیاوں کے قریب لکھنؤ گورکھ پور سکس لائن پر پہنچ گئیں اور بڑی تیز رفتاری یعنی سو کیلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے لکھنؤ گیارہ بجے رات کو پہنچا دیا، ابھی عشا کی نماز ادا کرنی تھی، حضرت مولانا علی میاں حج ہاؤس لکھنؤ میں تمام حجاج کرام کے قیام، اور ویزے کی حصولیابی اور دیگر کارروائیوں کا مکمل انتظام تھا، ایک مسئلہ اندر جانے کا تھا، کاغذات دکھا کر حاجی اور محجبن کو اندر سامان کے ساتھ داخلے کی اجازت تھی، باقی دیگر ساتھیوں کے لیے پاس بنوانا ضروری تھا، ہم لوگ تو اپنے سامان کے ساتھ اندر چلے گئے مگر اندر محمد اسماعیل، محمد فضالہ اور محمد اسامہ کو کافی محنت کرنی پڑی، بہر حال وہ لوگ جب تک آئے ہم لوگ عشا کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے، عورتوں کے لئے نماز کا الگ الگ نظم تھا۔ وہاں رات گزارنی تھی، کھانا ساتھ لے گئے تھے، بڑے بڑے ہال میں حجاج کرام اپنے متعلقین کے ساتھ کام کرانے اور کچھ لوگ آرام میں مشغول تھے، میں نے ایک صاحب کی رہنمائی میں ویزے، ٹکٹ اور دیگر کاغذات حاصل کر لیے، انہیں گھر سے لائے ہوئے کاغذات کے بیگ میں بسلامت رکھ دیا، اہلیہ کو سلا دیا، مگر اسے اس بھیڑ بھاڑ میں نیند نہیں آرہی تھی، بچوں کے فراق کا غم بھی ستائے جا رہا تھا، اور اس افراتفری میں نیند کی شکل میں راحت کا حصول بہت مشکل لگ رہا تھا، وہیں مئو کے ایک صاحب نے بتایا کہ بغل میں بیٹھے ہوئے یہ لوگ مکہ میں آپ کے روم کے ساتھی ہیں، مگر ازدحام کی وجہ سے ان کو پہچاننا اور رابطہ کرنا مشکل معلوم ہو رہا تھا، خیر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد فجر کی نماز کے لیے بیدار ہوئے، نماز کے بعد حجاج کرام کی رہنمائی کے لیے عمرہ کرنے اور احرام باندھنے کا طریقہ سکھایا جا رہا تھا، بلکہ حاجیوں کو بلا کر ان کا احرام باندھا بھی جا رہا تھا، کیوں کہ ساری فلائٹیں اب جدہ جانے والی تھیں۔

حج ہاؤس میں ہی رات کے فاضل کھانے سے صبح کا ناشتہ کیا گیا اور اس کے بعد سات بجے سے حاجیوں کا سامان ایک جگہ ٹرالی سے لے جایا جانے لگا، جہاں سامانوں کے وزن کرانے اور ضروری تفتیش کا انتظام تھا، حجاج کرام کی خدمت کے لیے بہت سے حضرات موجود تھے، جس طرف سامان لے جایا جا رہا تھا، یہاں ملازمین حجاج کرام کا سامان لے جاتے اور کچھ بخشش کا تقاضا کرتے، وہاں اندر حجاج کرام اور وردی میں ملبوس خدام کے سوا دوسروں کو جانے کی اجازت نہیں تھی، اس لیے وہاں پہنچ کر نمدیدہ آنکھوں سے سب سے آخری ملاقات ہوئی اور جو علامتی بلا دیا گیا تھا اسے گلے میں ڈالنے اور ہاتھوں میں کڑا پہننے کی ہدایت دی گئی تا کہ حجاج اور خدام میں امتیاز رہے۔ اس وقت احساس ہوا کہ کوئی کسی کا ساتھ بہت دور اور دیر تک نہیں دے سکتا، ایک جگہ ایسی آتی ہے جہاں غیر تو غیر اپنے بھی اپنے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ یہی حال قبر کا بھی ہوگا، اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہمارے اہل وعیال کے ساتھ خصوصی آسانی فرمائے۔

لحد تک آپ کی تعظیم کر دی
اب آگے آپ کے اعمال جانیں

جس برآمدے کے ذریعے ہم لوگ چیکنگ کے واسطے پہنچائے گئے وہاں دیگر حضرات کو لائن میں لگا کر مختلف کاونٹروں سے کاغذات کی جانچ پڑتال ہو رہی تھی، لکھنؤ کے بین الاقوامی ہوائی اڈہ کے ذمہ داران یہاں موجود تھے، یہاں سامان پر لگیج کی مہر لگا کر ہمیں رسید دی گئی، ان سامانوں کو خادم الحجاج نے اپنے قبضے میں لے لیا، جہاز میں سوار ہونے اور اترنے کے بعد اپنے سامان کو کہیں اٹھانے اور دیکھنے کی نوبت نہیں آئی، جب ہم لوگ مکہ مکرمہ اپنی بلڈنگ میں پہنچے تو وہ سارا سامان اپنی منزل پر موجود پایا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے اس تعاون اور نصرت کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ ان سارے ضروری کاموں کے بعد ہمیں آگے کے مرحلے کی طرف بھیجا گیا، یعنی پھر ہم لوگ ایک راہداری کے ذریعے ایک بڑے سے ہال میں پہنچے، میں یہاں اگرچہ ایک بار کمپیوٹر ورکشاپ میں شرکت کے لیے لاک ڈاؤن سے قبل گیا تھا، مگر اب وہ ہر طرف سے ایسا گھیر دیا گیا تھا کہ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔

حجاج کرام کی ضیافت: جب اس بڑے ہال میں آئے تو آرام دہ کرسیاں ہر طرف لگی ہوئی تھیں، ہم لوگ جب اس پر براجمان ہو گئے تو دیکھا کہ ایک جانب اسٹیج بنا ہوا ہے جہاں ایک مقرر کے ذریعے عمرہ کی ساری ضروری ہدایات سامعین کو دی جا رہی تھیں، تبلیغی جماعت کے کوئی صاحب اچھے انداز میں ساری باتیں گوش گزار کر رہے تھے، دوسری جانب دس دس سال کے کم عمر اور خوبصورت بچے ہاتھوں میں بسکٹ، کیک، پھل اور چائے لے کر سعادت مندی کے ساتھ تمام حجاج کرام کے پاس لے جا کر نوش فرمانے کی گذارش کر رہے تھے، ہم لوگوں نے بھی حسب ذوق اس میں سے کچھ چیزیں

لیں، ہدیہ کے طور پر تمام حجاج کرام کو طواف کی تسبیح، جائے نماز، مسواک وغیرہ دی گئی، جب کہ کچھ فواکہ، مشروبات اور ضیافت کے سامان پیکٹ میں بھی دیے جارہے تھے، ان فواکہ کی اتنی کثرت ہوگئی کہ جی چاہا کہ باہر اپنے بچے بھی بھوکے ہوں گے، کیوں نہ ان میں سے کچھ چیزیں ان کو دے دی جائیں، مگر مسئلہ یہ تھا کہ جدھر سے آئے ہیں اب واپسی مشکل تھی، دوسری اُور صحن تھا، وہاں شیشے کا پردہ تھا، جہاں سے حجاج کرام کے متعلقین اندر کا نظارہ دیکھ رہے تھے اور محبت کی وجہ سے ان کا آخری دیدار کرنا چاہتے تھے، اس شیشے میں کچھ سوراخ بھی بنے ہوئے تھے، اہلیہ نے کہا یہ سب سامان بچوں کو دیدیجیے، میں نے کہا کہ شاید ایسا ممکن نہ ہو، مگر وہ لے کر اٹھی، اور دینے جانے لگی، کچھ ذمہ داران نے روکا، کہ یہ آپ کے لیے ہدیہ دیا گیا ہے، مگر وہ کسی طرح بچوں کے حوالے کرکے آگئی۔

ایک طرف دیکھا گیا کہ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد اب لوگ لائن میں لگ کر بسوں میں بیٹھنے کے واسطے جارہے ہیں، قطار بڑی تھی، جب کچھ کمی ہوئی تو ہم دونوں بھی لائن میں لگ گئے، قریب میں ادری کے قاری فیاض الحق صاحب استاذ شعبہ قرآت جامعہ مفتاح العلوم مئو دکھائی دیے، ان سے ملاقات کی وہ اکیلے جارہے تھے، ہم لوگ پھر قطار میں آگے بڑھتے رہے، تبلیغی جماعت کے ایک ذمہ دار گونڈہ کے ملے، انہوں نے حج میں اعمال کی حفاظت اور جماعت کی نصرت کی ہدایت کی، سوال بھی کیا کہ کچھ وقت جماعتوں میں لگا ہے، جب تسلی بخش جواب مل گیا تو وہ خوش ہوگئے۔ اپنا ہینڈ بیگ ساتھ میں تھا، یہاں تک کہ اب ہم لوگوں کا بھی بس میں سوار ہونے کا نمبر آگیا، خوشنما آرام دہ بس پر بیٹھ کر ائیرپورٹ کے لیے نکل گئے، وہاں سے ائیرپورٹ کی دوری کوئی زیادہ نہیں ہے، مگر چوں کہ وہ انٹرنیشنل ہوائی اڈہ ہے، اور حاجیوں کا ٹرمینل ایک طرف الگ بنایا گیا ہے، اس لیے اس نے ہمیں وہیں پہنچایا۔

ایئرپورٹ پر: ہم لوگوں کی فلائٹ بنارس کی جگہ لکھنؤ کردی گئی تھی، جب ائیرپورٹ کے ابتدائی بڑے ہال میں بس سے اتر کر پہنچے، تو ہر طرف حجاج کرام احرام باندھے نظر آرہے تھے، یہ منظر بڑا روحانی اور خوشنما لگ رہا تھا، ہم لوگوں نے حج ہاؤس میں احرام کی دو رکعت ادا کرکے احرام کی چادر لپیٹ لیا تھا، مگر نیت نہیں کی گئی تھی، اب یہاں ہمیں بڑی سی قطار میں شامل کردیا گیا، وہاں دیکھا تو سعودی ریال لینے کی دعوت دی جارہی تھی، میں نے اعلان کرنے والے سے جب ریٹ پوچھا تو اس نے 23 روپے میں ایک ریال دینے کو کہا اور جس دن ہم لوگ مدینہ منورہ سے لکھنؤ ائیرپورٹ پر اترے اس وقت یہی لوگ ایک ریال کے بدلے 20/روپے دینے کی بات کررہے تھے، انڈین حج کمیٹی کی جانب سے ہمیشہ کے برخلاف حجاج کرام کو ریال نہ دینے کا یہ استحصال بہت جگہ سامنے آیا، بلکہ ایک صاحب نے بتایا کہ سعودی عرب میں ایک ریال لینے کے لیے 25/روپے دینے پڑے تھے۔ آدھا گھنٹہ لائن میں لگنے کے بعد جب جانچ کاؤنٹر پر پہنچے تو وہاں تصویر کے ساتھ آنکھ کی پتلیوں کی عکس بندی کی گئی، اس کے لیے کئی کاؤنٹر بنائے گئے تھے، میں نے دیکھا کہ آگے مولانا خورشید انور صاحب صدر المدرسین جامعہ مظہر العلوم بنارس بھی احرام کی حالت میں ہیں اور جانچ سے فارغ ہوکر آگے بڑھ رہے ہیں، پیچھے پیچھے ہم لوگ بھی شامل تھے، آگے ایک بڑے گیٹ سے پہلے بدن کی الیکٹرانک جانچ ہوئی، پھر بیگ کا وزن اور اس میں نشہ آور چیزوں کو ٹٹولا گیا، جس میں ناخن تراش پر بھی گھنٹی کی سی آواز احتجاج میں بجنے لگتی ہے، جس کے ردعمل میں ممنوعہ اشیا باہر کردی جاتی ہے، اگر وہ چیز لے جانے کے قابل سمجھی جاتی ہے تو اجازت دیدی جاتی ہے۔ ہینڈ بیگ سے دوائیں بھی نکال دی جاتی ہیں، پھر رکھوا دی جاتی ہیں۔ میری اہلیہ محترمہ کے بیگ سے ریال، دوائیں اور اسی قسم کی اشیاء برآمد کی گئی تو اسے کچھ پس وپیش کے بعد لے جانے دیا گیا۔ حجاج کرام کو جانچ مشین سے گزارنے کے بعد جب اس ہال میں پہنچے جہاں سے ائیرپورٹ پر کھڑے ہوئے جہاز نظر آتے ہیں، وہاں ہم لوگ اپنے اپنے بیگ پر قابض ہوکر عورتوں کے انتظار میں رکے رہے۔ اس ہال کے بعد ائیرپورٹ کا رن وے شروع ہوجاتا ہے، حج کمیٹی اور خادم الحجاج کے افراد ہر موقع پر رہ کر حجاج کرام کی رہبری کرتے رہے، مثلاً سامان یہاں رکھ دیں اور استنجا اور وضو سے یہاں فراغت حاصل کرلیں، پھر انتظار کے لیے یہاں آرام سے بیٹھ جائیں، حج ہاؤس سے ہدایت کی گئی تھی کہ جب یلملم قریب آئے، یعنی جدہ سے ایک گھنٹہ پہلے آپ لوگ احرام کی نیت کرکے بلند آواز سے تین بار تلبیہ پڑھ لیں، اور پھر تلبیہ پڑھتے رہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ائیرپورٹ کے بڑے ہال میں استنجا خانے اور وضو خانے موجود تھے، صبح کے دس بجے تھے، آخر میں پاسپورٹ چیک کرکے ہمیں اوکے کردیا گیا اور آگے بھیج دیا گیا تاکہ بس کے ذریعے سعودی

ایرلائن کے جہاز کے قریب پہنچ جائیں، رن وے بہت بڑا تھا، کئی کمپنیوں کے چھوٹے بڑے ہوائی جہاز اڑان بھرنے کی پوزیشن میں ادھرادھر نظر آئے، کچھ جہاز اپنے اپنے متعینہ رن وے سے اڑان بھر کر فضا میں تیرتے دکھائی دیے، تو کچھ اترنے کے واسطے اپنے مجوزہ مقام پر نیچے آتے دکھائی دیے۔ ساڑھے دس بج چکے تھے، جہاز اپنے عملہ کے ساتھ حجاج کرام کی خدمت کے لیے تیار کھڑا حاجیوں کا انتظار کر رہا تھا، اونچی سیڑھیاں لگا دی گئیں تھیں، اب لوگ اپنے اپنے سامان اور شریکِ حیات کے ساتھ فضائی سفر کے لیے پابہ رکاب تھے، وزنی بیگ لے کر تمام حجاج کرام خوشی خوشی سیڑھیوں سے گزر کر دھڑکتے دل کے ساتھ دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے بڑے سے ہوائی جہاز میں داخل ہو گئے، میں کھڑکی کے پاس دوسیٹ والی کرسی پر الحمدللہ پڑھ کر بیٹھ گیا، اکثر حجاج کرام آچکے تھے، جہاز کا عملہ مسافروں کی راحت اور ان کے باحفاظت سفر کے لیے سرگرم ہو گیا۔

باقی آئندہ، ان شاءاللہ

مولانا شبیر احمد ابن حافظ محمد شعیب کی رحلت

23 جولائی 2023 بدھ، 4 صفر 1445 مولانا شبیر احمد ابن حافظ محمد شعیب ابن حافظ عبدالقادر صاحب، پورہ معروف محلہ پرانا پورہ کا صبح 11 بج کر تیس منٹ پر اچانک انتقال ہو گیا، آپ مدرسہ ضیاء العلوم پورہ معروف کے صدر المدرسین تھے، اور جب سے (1996) وہ مدرسہ سرکاری گرانٹ پر آیا تھا تب سے وہ یہ ذمہ داری نبھا رہے تھے، مدت ملازمت مکمل کر کے اسی سال مارچ 2023ء میں ریٹائر ہو گئے تھے۔ اسی دن بعد نماز مغرب مٹھیا پر نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کی ولادت 1961ء میں ہوئی، آپ نے مدرسہ اشاعت العلوم محلہ پارہ پر تعلیم پائی، اور سند فراغت 1982ء میں مظہر العلوم بنارس سے حاصل کی۔

ہم لوگ جس وقت مدرسہ اشاعت العلوم میں تعلیم حاصل کر رہے تھے، اس وقت آپ بھی وہاں زیر تعلیم تھے اور شاید تین سال آگے تھے، تعلیم حاصل کرنے کے زمانے میں جس وقت کہ مدرسہ تعلیمی بورڈ کے امتحانات اعظم گڑھ اور اعلیٰ امتحانات گورکھپور، نیز بنارس میں ہوتے تھے اس وقت آپ نے گورکھ پور جا کر فضیلت وغیرہ کا امتحان دیا اور کامیاب ہوئے۔ اسی لیے جب ضیاء العلوم میں صدر مدرس کی ضرورت ہوئی تو آپ کو اعلیٰ سند یافتہ ہونے کی بنا پر یہ عہدہ دیا گیا۔

آپ کو مطالعہ اور لکھنے پڑھنے کا شوق تھا اور اکثر المعارف دار المطالعہ میں کتابیں دیکھنے آتے تھے۔ آپ کو انعامی سوالات حل کرنے کا بہت شوق تھا، آپ کے ایک دو مضمون ماہنامہ پیغام پورہ معروف میں شائع ہوئے، جب کبھی پیغام میں انعامی سوالات دیے جاتے تو آپ بھی اس کے حل میں حصہ لیتے تھے۔

جس وقت یہ رسالہ جداری تھا اور 8 صفحات پر مشتمل ہوتا تھا اس وقت آپ بازار میں اس کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ اکثر راستے میں ملاقات ہو جاتی تھی، جب وہ ضیاء العلوم میں صبح کو آتے تھے اسی وقت ہم لوگ مدرسہ چشمہ فیض کے لیے نکلتے تھے، علیک سلیک کے بعد ایک دو بات چلتے پھرتے ہو جاتی، جب مدرسہ چشمہ فیض میں (2003) میرا تقرر ہوا اور ان کو خبر ملی، تو ایک دن بازار میں مل گئے اور بے تکلفی کے باعث خوشی کے اظہار کے طور پر مٹھائی کا تقاضا کیا۔ انتقال سے تین دن قبل جس وقت میں "استقبال حجاج" پروگرام کی تیاریوں میں مصروف تھا اس دن بازار میں مل گئے، میں ان کی مخالف سمت میں تیزی سے گزر رہا تھا، مگر رک کر سلام ومصافحہ کیا، کیوں کہ حج سے میری واپسی کے بعد ان سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی۔ وہ کچھ بھنا ہوا چنا کھاتے ہوئے آرہے تھے۔ صحت مند لگ رہے تھے اور بظاہر کسی خطرناک بیماری میں مبتلا نظر نہیں آرہے تھے، ایسا لگتا ہے کہ وہ دل کے مریض تھے اور حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات ہوئی ہے۔ ان کے انتقال کی خبر ان کے گھر والوں کو دیر میں معلوم ہوئی، لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ سر جھکائے ہوئے کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے ہیں، جب کہ اسی حالت میں ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر

جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ انصار احمد معروفی۔

ایک اور ہمدم دیرینہ کی دریافت

انصار احمد معروفی

دارالعلوم دیوبند کے دور طالب علمی (1404ھ-1984ء) کے ایک پرانے رفیق مولانا عبدالباری صاحب بستوی سے اگست 2023ء میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔آپ تین دہائی سے ممبئی کی ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔دیوبند میں ہم لوگ دارجدید کے کمرہ نمبر 12 میں اور آپ کمرہ نمبر 13 میں رہتے تھے، ہمارے روم میں مولانا سفیان صاحب کاتب کے بھائی مولوی محمد حمران اور مولانا اسعدالاعظمی قیام پذیر تھے، مولانا عبدالباری گھوسی مئو میں تعلیم حاصل کر چکے تھے، اس لیے اعظم گڑھ اور مئو کے طلبہ سے برابر تعلقات استوار رکھتے تھے، چوں کہ ہم لوگ تو بالکل پڑوسی تھے اور مزاج میں بھی یکسانیت تھی، اس لیے ان سے میری خاص طور سے بہت گاڑھی چھنتی تھی، اکثر چائے وغیرہ پینے کے لئے ساتھ آتے جاتے تھے، آپ ہم لوگوں سے ایک سال آگے تھے، آپ کی فراغت 1984ء کی اور ہم لوگوں کی 1985 کی ہے، اس کے بعد آپ نے ایک سال قرات کے شعبے میں داخلہ لے لیا، آپ کی وجہ سے بستی کے بہت سے طلباء سے تعلق ہوا، ان میں مولوی خبیر، مولوی جمال اور ذبیح اللہ وغیرہ تو ہم درس بھی تھے، جب کہ ان کے بھائی حافظ عبدالقادر ایک دو سال نیچے کی جماعت میں شامل تھے۔جب آپ فضیلت کرنے کے بعد قرات میں مہارت پیدا کر رہے تھے تبھی ہنگولی ضلع پربھنی مہاراشٹر میں امامت اور خطابت کے لیے چلے گئے، اس دوران ایک خط میں آپ نے مجھے لکھا کہ اگر ملاقات ہوئی تو ایک مقرر کی حیثیت سے ملاقات ہوگی، کیوں کہ وہاں رہ کر تقریر کرنا ضروری تھا۔

دیوبند میں تعلیم کے زمانے میں جس وقت ہم لوگ عرب کی یونیورسٹیوں میں داخلے کا خواب دیکھ رہے تھے، جس وقت اسناد کو سعودی عرب سفارت خانے سے مصدق کرانے، درخواست دینے اور سفارشی خط کے حصول کے لیے جدوجہد کر رہے تھے، اس وقت آپ بھی اس کے لیے کوشاں تھے، میرے پاس ایک کاپی ہے، جس پر عربی میں داخلے کی درخواست کا مضمون آپ کے قلم سے موجود ہے، اسے میں نے حفاظت سے رکھا ہوا تھا، آپ جب پورہ معروف آئے، میں نے اسے دکھایا تو ہنسنے لگے، ان کا لڑکا بھی ساتھ تھا جو خیرآباد ضلع مئو یوپی میں تعلیم حاصل کر رہا ہے، مجھ سے کہا کہ اس کو بھی دکھا دیجیے۔اس نے بڑے شوق سے آپ کی ہندی اور عربی عبارت دیکھی اور دیکھ کر مسکرانے لگا۔آپ کی ہندی تحریر بھی اچھی تھی، آپ کے والد صاحب کا نام عبدالغفار ہے، اور بسوکا گاؤں کے رہنے والے ہیں، ایک بار اور 1987ء میں بستی سے پورہ معروف میرے یہاں آپ آئے تھے اس کے بعد تشریف آوری ہوئی تھی، تب میں بھی آپ کے ساتھ آپ کے گھر گیا تھا اور دو دن رہ کر واپس ہوا تھا۔

جب انہیں معلوم ہوا کہ میں حج وعمرہ سے فراغت کے بعد گھر واپس آ گیا ہوں تو وہ اسی دوران ممبئی سے بستی آئے ہوئے تھے، میں نے گھر بلایا تو اپنے ایک غیر مسلم دوست کی گاڑی سے آنے کا ارادہ کر لیا، اس طرح 35 سال کے بعد یہ ملاقات ہوئی۔آپ کا نمبر مئو مرزاہادی پورہ کے مولانا حبیب الرحمن صاحب سے ملا، جو ممبئی میں کسی جگہ امامت کرتے ہیں، اور مولانا محمد ارشد صاحب معروفی کے ساتھیوں میں سے تھے، یہ دو سال پہلے کی بات ہے۔تب سے گاہے بگاہے فون سے رابطہ رہتا تھا۔آپ جمعہ کے دن بارہ بجے گھر تشریف لائے اور دو تین گھنٹے قیام کے بعد پھر گھر روانہ ہو گئے۔دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے کے زمانے میں آپ بہت بہادر مانے جاتے تھے اور اپنے تحفظ کے لیے بہت سا سامان رکھتے اور ہر وقت ہوشیار رہتے تھے، کیوں کہ کیمپ اور جمعیۃ الطلبہ کے قیامت خیز ہنگامہ کے دور سے گزر چکے تھے اور اس کے عینی شاہدین میں سے تھے۔کلکتہ کے ایک صاحب جو مدنی مسجد کے بازو میں رہتے تھے، ہم لوگ آپ کے ساتھ کبھی کبھی ان کے یہاں جاتے تھے، حالاں کہ وہ کرائے کے مکان میں رہتے تھے مگر اندر گھر والوں کو چائے کا آرڈر کر کے

بہترین چائے بنوا کر ہمیں پلاتے تھے، قاسم پور ریلوے لائن کے قریب آپ کے ساتھ ایک کرکٹ میچ کھیلنا یاد آتا ہے۔
دیوبند کے زمانے میں سندیں عرب کی یونیورسٹیوں میں داخلے کے لئے کئی بار بھیجی گئیں، پیسے بھی خرچ ہوئے، پاسپورٹ بھی بنوائے گئے مگر ہم میں سے کسی کا داخلہ وہاں ہوسکا، نہ ہی جواب آیا۔ مولانا عبدالباری صاحب مضبوط کیل کانٹھی کے مالک تھے، مونچھ اور داڑھی کے بال گھنے تھے، آپ مونچھوں پر تاؤ بھی پھیرتے تھے، اب بھی شوگر کے مرض میں مبتلا ہونے کے باوجود ماشاء اللہ صحت اچھی ہے۔ آپ دھوریا ساتھ کے راستے سے گھر پہنچے، واپسی کے وقت اس راستے سے جانے کو تیار نہیں تھے، کہنے لگے کہ کوئی اور راستہ بتائیں، انہوں نے بتایا کہ یہ راستہ بہت خراب ہے، میں نے کہا یہ سب سے اچھا ہے، اگر اس سے اچھا راستہ چاہتے ہیں تو برلائی والا راستہ اختیار کرلیجیے، جب برلائی والے راستے سے جائیں گے تو پہلے والے راستے کا اچھا ہونا سمجھ میں آجائے گا۔ پھر کچھ نہیں بولے، مسکرا کر رہ گئے اور اسی راستے سے واپس ہوئے۔

مولانا کمال اختر اور مولانا حشمت اللہ کی پورہ معروف تشریف آوری

مولانا کمال اختر اور مولانا حشمت اللہ صاحبان دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے کے زمانے کے ساتھی ہیں جو ہمارے مئو ضلع کے ہیں، ایک کا تعلق خیر آباد سے اور دوسرے کا محمد آباد سے ہے، ''دیوبند کی یادیں'' پروگرام میں بھی یہ دونوں حضرات تشریف لائے تھے، جب میرے حج وعمرہ میں جانے کی اطلاع ہوئی تو اولاً فون سے تصدیق کی، پھر ایک دن دعوت کی بھی پیشکش کی، مگر میں نے آمد ورفت کی پریشانی کی وجہ سے معذرت کردی، اس لیے ایک جمعہ کو یہ دونوں حضرات خود تشریف لائے، اسی طرح حج وعمرہ سے واپسی کے بعد بھی ملاقات کرنے کے واسطے دونوں ساتھیوں نے آکر میری عزت افزائی کی اور ساتھ میں خورد ونوش فرمایا۔
مولانا کمال اختر صاحب خیر آباد سے تعلق رکھتے ہیں، اور اب تک برابر درس وتدریس سے وابستگی رکھے ہوئے ہیں، اس وقت جامعہ رحمانیہ ولید پور ضلع مئو میں شعبۂ عربی کے طلبہ کو درس دے رہے ہیں اور وہاں کے رئیس التدریس بھی ہیں، ان کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مدظلہم سے ہے، مولانا کمال اختر صاحب نے مفتی صاحب کی تقریروں کو جمع کرکے شائع بھی کیا ہے۔ باصلاحیت اور ذی استعداد ہیں، محنتی اور بہترین منتظم ہیں، طلبہ کی صلاحیت کو نکھارنے کے لئے انتھک محنت کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کے مدرسے کے طلبہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ اس وقت مئو ضلع میں یہ مدرسہ تعلیمی وتربیتی لحاظ سے ممتاز مدارس میں شمار کیا جاتا ہے۔
دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے کے زمانے میں مجھے آپ سے بہت تعلق رہا ہے، پورہ معروف کے باہر کے طلبہ میں سب سے زیادہ مجھے آپ سے قربت رہی ہے، چائے پینے سے لے کر شہر کی جامع مسجد کی جانب مارکیٹ میں جانے کے لیے آپ کا ساتھ رہا کرتا تھا، البتہ شام یا دوسرے دنوں کی تفریح میں آپ کا اور ہمارا حلقۂ احباب دوسرا تھا۔ پھر بھی آپ کے ساتھ کئی بار فٹبال کھیلنا یاد آتا ہے۔ آپ دیوبند میں دار جدید کے کمرہ نمبر 129 میں اوپر رہتے تھے اور ہم لوگ نیچے کمرہ نمبر 12 عقب میں مقیم تھے، آپ مولوی فیض الحسن کرہاں کے ساتھ اکثر ہمارے کمرے میں آتے رہتے تھے، آپ جب کمرے میں آتے تو فوراً سوجی کا حلوہ بنایا جاتا جو ایک روپے میں تیار ہوجاتا، ہم لوگ بھی کبھی کبھی اوپر ان کے روم میں چلے جاتے تھے جہاں خیر آباد کے ہمارے ساتھیوں میں مولانا اطہر، مولانا راشد، مولانا عتیق الرحمن، مولانا ڈاکٹر ممتاز احمد، مولانا نسیم اختر وغیرہ رہا کرتے تھے، سب کا تعلق خیر آباد سے تھا، یہ سب لوگ اپنے درسی ساتھی تھے، انہی کے ساتھ مولانا اشتیاق احمد صاحب گھوسی، مولانا حشمت اللہ صاحب محمد آباد، مولانا آفاق صاحب اور مولانا افتخار

صاحب مبارک پوروغیرہ کا بھی قیام تھا، اس میں بھی دو ہمارے درسی ساتھی تھے۔ اسی بالائی منزل سے ہوتے ہوئے آگے کونے میں حضرت مولانا حسین احمد صاحبؒ المعروف بہ ملا بہاری، اور حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مفتاحیؒ کا بھی کمرہ تھا۔

مولانا کمال اختر صاحب سے مئو وغیرہ میں گاہے گاہے ملاقات ہوتی رہتی ہے، لیکن مولانا حشمت اللہ صاحب قاسمی محمد آبادی سے ملاقات کم ہو پاتی تھی، لیکن ادھر جلدی جلدی کئی ملاقاتیں ہوگئی ہیں، جس سے یاد ماضی کے اوراق کھلتے رہتے ہیں اور پرانی یادیں تازہ ہوتی رہتی ہیں۔

مولانا حشمت اللہ صاحب اس وقت ایک سرکاری اسکول میں ہیڈ ماسٹر ہیں اور اچھی تنخواہ اٹھاتے ہیں، قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ان کے اسکول میں ہفتہ واری تعطیل جمعہ کے دن ہوتی ہے، جب کہ تمام سرکاری اسکولوں میں اتوار کو چھٹی کی جاتی ہے۔ جمعہ کے دن کی چھٹی کے خلاف کسی نے وہاں کے متعلقہ حاکم کے یہاں شکایت کی، اور جب ان سے اس سلسلے میں پوچھ گچھ ہوئی تو مولانا نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ صاحب! بچوں میں نوے فیصد بچے مسلم برادری سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے لیے جمعہ کی چھٹی مناسب ہوتی ہے، اس لیے ایسا فیصلہ کیا گیا ہے، لیکن اگر آپ لوگوں کو اس دن کی تعطیل سے اختلاف ہوتو ہم اتوار کی چھٹی کردیں گے۔ چنانچہ ایسا کردیا گیا جس کا منفی ردعمل سامنے آیا، کیوں کہ جمعہ کے دن بچوں کی حاضری بہت کم ہوا کرتی تھی، اس لیے ایک ہفتہ میں دو دن تعلیم کا نقصان ہونے لگا، جس کی وجہ سے دوبارہ جمعہ کے دن چھٹی کی جانے لگی۔ مولانا حشمت اللہ صاحب نے کہا کہ اس دن کی تعطیل کے باعث جمعہ کے دن طہارت، اور عبادت کا اچھا خاصا اہتمام ہوجاتا ہے، جو اتوار کے دن کی تعطیل اور جمعہ کے دن کی پڑھائی سے قابو میں نہیں آسکتا تھا۔

مولانا حشمت اللہ صاحب کا ننھیال ہمارے محلہ بلوہ پر جناب ماسٹر مسعود مرحوم کے والد جناب ادریس صاحب مرحوم کے یہاں ہے، اس تعلق سے وہ یہاں موقع بموقع آتے رہتے ہیں مگر مجھے ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہو پاتا تھا۔ جمعہ کے دن دونوں حضرات کی آمد پر دل کو بے انتہا خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی محبتوں کو قبول فرمائے آمین ثم آمین۔ انصار احمد

موٹاپے سے متعلق

انصار احمد معروفی

موٹاپا ایک بیماری ہے جس میں بدن کے نمایاں حصوں پر فاضل چربی چڑھ جاتی ہے، بدن بھاری بھرکم ہونے کے ساتھ پیٹ باہر نکل جاتا ہے اور توندا بھر کر پیٹ کی چربی لٹکنے لگتی ہے، جس سے انسان ناموزوں اور بھدا لگنے لگتا ہے، صحت وتندرستی یہ ہے کہ انسان ہلکا پھلکا اور چست وتوانا ہو، بھرے بھرے بازو اور اعضائے رئیسہ پرکشش ہوں، انہضامی عمل درست ہو، اسے اٹھنے بیٹھنے نیز چلنے پھرنے میں تکلیف نہ ہوتی ہو، پیدل چلنے میں ہانپ نہ جاتا ہو، اور جوڑوں کے درد سے پریشان نہ ہوجاتا ہو۔

آج کے دور میں موٹاپا ایک عام بیماری ہوگئی ہے، جس کا مشاہدہ زیادہ تر شہروں میں ہوتا ہے، لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ دیہات کے لوگ اس مرض سے پاک ہوں، مگر دیہات کے لوگ چوں کہ زیادہ تر محنتی اور بھاگ دوڑ کرنے والے ہوتے ہیں اس لیے وہ مٹاپے سے کم متاثر ہوتے ہیں۔ جب کہ بعض لوگ زیادہ کھانے، پرتعیش زندگی، کسل مندی اور ورزش نہ کرنے سے مٹاپے کا شکار ہوجاتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے میں احتیاط رکھنے اور راہ اعتدال پر چلنے کی ہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ **کلوا واشربوا ولا تسرفوا**۔ یعنی کھانے پینے میں اسراف سے بچو اور اعتدال کا راستہ اختیار کرو۔

حدیث شریف میں بھی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ترمذی شریف کے حوالے سے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی برتن بھرنے کے اعتبار سے

اتنا برا نہیں ہے جتنا پیٹ کا بھرنا، انسان کی زندگی کے لیے اتنا کھانا کافی ہے کہ وہ چند لقمے کھالے جس سے کمر سیدھی رہ سکے، اور اگر لامحالہ کوئی کھانے پر تل جائے تو وہ ایسا کرے کہ پیٹ کے تین حصے کرتے ہوئے ایک ثلث کھانے کے لیے، ایک ثلث پانی کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے چھوڑ دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھرے ہوئے پیٹ اور توندوالے شخص کو پسند نہیں کرتے تھے، کیوں کہ وہ شخص کھانے پینے میں حد اعتدال سے آگے بڑھنے والا ہوتا تھا، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی ایک شخص کو دیکھا تو اس کے توند میں انگلی دھنساتے ہوئے کہا کہ اگر یہ چیز دوسری جگہ ہوتی تو تمہارے حق میں بہتر ہوتا۔ ترغیب وترہیب۔ نبی کریم کا ارشاد ہے کہ اصل مرض پیٹ کا بھر لینا ہے، یعنی کھانے پر کھاتے جانا، علمائے تغذیہ اور اصحاب طب بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ بیماری دراصل پیٹ بھر جانے کی صورت میں پنپتی ہے اور مختلف انداز میں نمودار ہوتی ہے۔

گزشتہ آیت اور حدیث کو طبی ماہرین نے نصف طب کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ ابن ماسویہ طبیب کو جب اس آیت اور حدیث کا علم ہوا تو اس نے برملا اظہار کیا کہ اگر لوگ ان پر عمل کرلیں تو بہت سے امراض سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بسیار خوری سے پرہیز کرو، کیوں شکم پُری جسم کے نظام کو خراب کرنے والی اور بیماری پیدا کرنے والی ہے، نماز میں سستی لانے والی ہے، اعتدال کی راہ اپناؤ کیونکہ وہ جسم کے لیے مفید ہے اور اس میں فضول خرچیوں سے بھی نجات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ سینہ سے نکلا ہوا نہیں تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابتدا میں بہت ہلکی پھلکی تھیں، ان کی والدہ کو ان کے دبلے پتلے ہونے کا اتنا احساس ہوا کہ انھوں نے ان کی رخصتی سے قبل کچھ غذائیں تجویز کیں تاکہ بدن بھرا بھرا لگے۔ (شادی کے وقت) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت دبلی تھیں، ان کی والدہ نے بہت جتن کیے کہ ذرا موٹی ہوجائیں۔ اور کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انھوں نے تازہ کھجور اور ککڑی کھلانا شروع کی جس سے حضرت عائشہ کا جسم بھر گیا۔ (ابوداؤد)

جب آپ کی عمر میں کچھ اضافہ ہوا تو بدن بھی کچھ بھاری ہوگیا، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک بار دوڑ کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئی تھیں، پھر عمر میں اضافے کے باعث بدن کچھ بھاری ہوگیا تو دوسری بار کے مقابلے میں وہ پیچھے رہ گئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے ایک حدیث منقول ہے جسے "حدیث ضعیف" کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلی بدعت کھانے کے بارے میں یہ پیدا ہوئی کہ لوگ زیادہ کھانے لگے جس سے بدن بھاری ہونے لگا، اس حدیث کو امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے اپنی "کتاب الجوع" میں ذکر کیا ہے، ذیل میں اس حدیث کا ترجمہ اور مفہوم ذکر کیا جاتا ہے: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس امت میں سب سے پہلی جو مصیبت (بری عادت) آئی ہے، وہ شکم سیری (پیٹ بھر کر کھانا کھانا) کی مصیبت ہے، کیونکہ جب لوگوں کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں، تو ان کے جسم موٹے ہوجاتے ہیں، پھر ان کے دل سخت ہوجاتے ہیں اور ان کی خواہشات نفسانی بے قابو ہوجاتی ہیں۔ (یعنی پھر گناہوں کے دروازے کھل جاتے ہیں، جبکہ اس کے برعکس جب پیٹ خالی ہوں، تو نفسانی خواہشات قابو میں ہوتی ہیں اور گناہ کم ہوتے ہیں)۔ (الجوع لابن أبي الدنیا: حدیث نمبر: 22) حدیث کا حکم: حافظ منذری رحمہ اللہ نے "الترغیب والترہیب" میں اس حدیث کے "ضعیف" ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

احادیثِ مبارکہ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی ہے کہ بعد کے زمانے میں بسیار خوری عام ہوگی اور لوگوں کے بدن بھاری بھرکم ہوجائیں گے۔ مسلم شریف کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بہترین زمانہ وہ ہے جس میں میں بھیجا گیا ہوں، پھر جو ان سے قریب ہو۔ اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا جس میں ایسے لوگ ہوں گے جو موٹاپے اور بسیار خوری کو پسند کریں گے۔

مٹاپا دو طرح کا ہوتا ہے، اختیاری اور غیر اختیاری، اول الذکر مذموم ہے اور دوسرا غیر مذموم، مذموم وہ ہے جس میں انسان ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسی چیزیں کھائے جس سے فربہی حاصل ہو، لیکن وہ موٹاپا جو غیر اختیاری ہو وہ مذموم نہیں ہے، اس کی حیثیت ایسی ہے جیسے کسی کا لمبا اور پستہ قد یا دبلا پتلا ہونا، گورا یا کالا ہونا۔ البتہ احادیثِ مبارکہ کے مطالعہ سے علم ہوتا ہے کہ بعد کے زمانے میں بسیار خوری عام ہوگی، اور مرغن ولذیذ غذاؤں کی لوگ تلاش میں رہیں گے، آخرت سے بے فکری اور متنعم اشیا کے حصول اور نفس وشہوات کے غلام بن کر آرام پسند ہوجائیں گے جس سے ان کا بدن بھاری ہوجائے گا۔ اور مٹاپا

لوگوں میں پھیل جائے گا۔ لیکن وہ مٹاپا جو عمر کے اضافے اور موروثی طور پر ہو وہ برا نہیں ہے۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ماجہ کی ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ میں عمر دراز ہو گیا ہوں، یعنی اٹھنے بیٹھنے میں کچھ تاخیر ہو سکتی ہے، اس لیے جب میں رکوع میں جاؤں تب رکوع کرو، جب میں رکوع سے سر اٹھاؤں تب تم لوگ سر اٹھاؤ، میں جب سجدہ میں جاؤں تب تم سجدہ کرو، میں کسی کو اپنے سے پہلے رکوع اور سجدے میں جاتا ہوا نہ دیکھوں۔ بعض حضرات نے حدیث کے لفظ" قد بدنت " کا معنی یہ کیا ہے کہ میں اب عمر دراز اور پر گوشت ہو گیا ہوں، محدثین نے لکھا ہے کہ دونوں معنی صحیح ہیں۔ جیسا کہ ام قیس بنت محصن کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کا بھاری ہونا معمولی تھا، ایسا نہیں تھا جس پر انگلی اُٹھائی جا سکے۔

قَدْ بَدَنْتُ، فَإِذَا رَكَعْتُ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعْتُ فَارْفَعُوا، وَإِذَا: أحدهما : بدّنت بتشديد الدال، ومعناه كبر السن. والآخر: بدُنت مضمومة الدال غير مشددة، ومعناه: زيادة الجسم واحتمال اللحم " انتهى. وكلا المعنيين قد حصل للرسول صلى الله عليه وسلم، فقد روى أبو داود (942) عن أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَسَنَّ وَحَمَلَ اللَّحْمَ، اتَّخَذَ عَمُودًا فِي مُصَلَّاهُ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ) وصححه الألباني في "صحيح أبي داود". ومثل هذا أيضا ثبت في صحيح مسلم (1233) عن عائشة رضي الله عنه أنها كانت تصف صلاة الرسول صلى الله عليه وسلم بالليل فقالت: (فلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأَخَذَهُ اللَّحْمُ ... إلخ الحديث). فهذه البدانة التي حصلت للرسول صلى الله عليه وسلم كانت شيئا يسيرا ولم تكن بدانة مفرطة، وكانت بحكم تقدم سنه صلى الله عليه وسلم. والله تعالى أعلم.

اگرچہ مٹاپے کو علاماتِ قیامت میں شمار کیا گیا ہے مگر قیامت کی علامتوں سے کچھ محمود بھی ہیں مگر زیادہ تر مذموم ہیں۔ مثلاً ایک نشانی یہ بھی قیامت کی آئی ہے کہ قسطنطنیہ اور بیت المقدس فتح ہوگا، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی موٹے آدمی میں خیر نہیں دیکھا سوائے امام محمد بن الحسن کے۔ جو موٹے ہونے کے باوجود فطین و ذہین تھے۔ مٹاپا قربِ قیامت میں اس طرح پھیلے گا جو دورِ صحابہ کرام میں نہیں پایا گیا۔

فمنها الشيء المحمود ومنها الشيء المذموم. ومن اللطائف أن الإمام الشافعي رحمه الله تعالى يقول: "ما رأيت في سمين خيراً قط إلا في محمد بن الحسن". فقد كان محمد بن الحسن سميناً وكان فطناً، فالسمن يظهر في آخر الزمان على حال لم يكن معروفاً في زمن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، والله أعلم.

آج کے دور میں مٹاپے کی وجہ اور اس کے علاج کے سلسلے میں ڈاکٹر عطیہ وقار لکھتی ہیں کہ:

موٹاپا انسانی جسم کی ایک طبعی حالت ہے جس میں جسم پر چربی چڑھ جاتی ہے، وزن زیادہ ہو جاتا ہے اور توند نکل آتی ہے۔ ماہرین آج تک اس سوال کا تسلی بخش جواب نہیں دے سکے کہ بعض انسان کیوں موٹے ہوتے ہیں؟ انسان کے موٹے ہونے یا ان کے وزن بڑھنے کے حوالے سے کئی تحقیقات کی جا چکی ہیں۔ ہر بار کوئی نہ کوئی نیا سبب سامنے آتا ہے۔ زیادہ تر لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ انسان کا طرزِ زندگی، کھانے پینے کا شوق ہر وقت بیٹھے رہنے، سوتے رہنے اور ورزش نہ کرنے کی وجہ سے وزن بڑھتا ہے اور وہ موٹاپے کا شکار ہو جاتا ہے۔ تاہم یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ دنیا میں بعض افراد ایسے بھی ہیں جو ہر طرح کی غذائیں بھی کھاتے ہیں، زیادہ وقت بیٹھے رہنے سمیت کوئی ایکسرسائز بھی نہیں کرتے لیکن پھر بھی وہ موٹاپے کا شکار نہیں ہوتے۔ موٹاپا کی وجہ سے یقیناً کئی طرح کے مسائل درپیش آتے ہیں۔ ترقی پذیر ممالک سمیت ترقی یافتہ ممالک میں لوگوں کے مرنے کا ایک سبب موٹاپا بھی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت دنیا بھر میں 70 فیصد افراد موٹاپا یا اضافی وزن کا شکار ہیں۔ ایسے افراد موٹاپا یا اپنا وزن کم کرنے کے لیے جہاں زیادہ وقت بھوکے رہنے کو ترجیح دیتے ہیں وہیں وہ مختلف ایکسرسائز بھی کرتے رہتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض افراد غذا کم کھانے اور ایکسرسائز کرنے کے باوجود موٹاپے کا شکار ہوتے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے اور انسان موٹا کیسے اور کن چیزوں سے ہوتا ہے؟ ہر انسان کا جسم مختلف ہوتا ہے۔ ہر کسی کے جسم میں غذائیت کو جذب کرنے اور غذا کو مکمل جسم میں تقسیم کرنے کی اہلیت بھی منفرد ہوتی ہے۔ ہم سب ہی یہ بات جانتے ہیں کہ وزن کیسے بڑھتا ہے۔ جب ہم جتنی کیلوریز ہمیں چاہئیں اس سے زیادہ کیلوریز کھانے لگتے ہیں تو وزن بڑھنے لگتا ہے لیکن ہم ضرورت سے زیادہ کھانا کیوں شروع کر دیتے ہیں؟ کیوں کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اچانک چاکلیٹ یا کیک جیسی بہت زیادہ کیلوریز والی چیزیں کھانے کی شدید طلب محسوس ہوتی ہے۔

حالانکہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑی دیر بعد ہمیں پچھتاوا ہوگا۔ موٹاپا ہمیشہ زیادہ کھانے کے نتیجے کے عمل میں آتا ہے۔ (اگر کوئی بیماری نہ ہو)۔ جو کھانا ہم کھاتے ہیں اگر اس کی توانائی کی مقدار روزانہ استعمال ہونے والی توانائی سے زیادہ ہو تو یہ فالتو مقدار ہمارے جسم میں چکنائی کی شکل میں جمع ہوتی رہتی ہے اور وزن میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ اس لیے اگر اس کے ساتھ ساتھ مناسب ورزش کرلی جائے تو بہتر ہے۔ ماہرین کو اس بات کے شواہد بھی ملے ہیں کہ ذہنی دباؤ موٹاپے کی ایک اہم وجہ ہوتا ہے۔ زیادہ ذہنی دباؤ کی حالت میں ہماری نیند خراب ہوتی ہے اس وجہ سے ہمیں زیادہ بھوک لگتی ہے اور کچھ کھا کر ہی آرام ملتا ہے اور خون میں شوگر کی مقدار بھی متاثر ہوتی ہے۔ اقتباس مکمل ہوا۔

ابھری ہوئی توند والا انسان مضحکہ خیز لگتا ہے۔ نکلے ہوئے پیٹ اور بھاری بھر کم بدن کی وجہ سے اسے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مٹاپا خود ایک بیماری ہے اور اس بیماری سے بھی بہت سے امراض لاحق ہوتے رہتے ہیں، جس کے علاج کے لیے لوگ اکثر سرگرداں نظر آتے ہیں"۔ ایسی ناگفتہ بہ صورت حال میں بھاری بھرکم بدن کا بوجھ ٹانگوں اور جوڑوں پر پڑنے کے باعث انسان طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہوجاتا ہے، دوسری جانب ایسے لوگوں کو دیکھ کر بچے ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اور بڑی عمر والے حضرات ایسے مٹاپے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور اسے رحم کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ بعض موٹے لوگوں کی توند اتنی باہر نکل جاتی ہے کہ وہ اپنے پیٹ کو میز کے طور پر لکھنے پڑھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں، ایسے لوگ جب کسی کمرے میں داخل ہوتے ہیں تو سب سے پہلے ان کا پیٹ داخل ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں پر مزاحیہ شعرا نے کتنی پھبتیاں کسی ہیں اور ان کے مٹاپے کا ذکر کیا ہے۔

مشہور مزاحیہ شاعر مسٹر دہلوی نے ایک جگہ اس کا عجیب وغریب نقشہ کھینچا ہے۔" مٹاپا" نظم مقبول عام شاعر نظیر اکبر آبادی کی مشہور نظم" عالم پیری" کی پیروڈی ہے، نظیر نے عالم پیری میں بڑھاپے اور اس میں پیش آنے والی مجبوریوں کا تذکرہ دلچسپ پیرائے میں پیش کیا ہے۔ مسٹر دہلوی نے اسی نظم کی پیروڈی 'موٹاپا' کے عنوان سے کی ہے ظاہر ہے کہ موضوع یکسر تبدیل ہوگیا ہے۔ مسٹر دہلوی نے ہر ہر بند میں موٹاپے کی مضحکہ خیزی اور فربہ آدمی کی کسمپرسی کی داستان مزاحیہ انداز میں بیان کی ہے۔ کلامِ نظیر سے استفادے کی یہ دلچسپ اور عمدہ مثال ہے۔ دو بند ؎

موٹوں کے لبوں پر ہے صدا وائے مٹاپا
اس فکر میں مرتے ہیں کہ گھٹ جائے مٹاپا
جاتا نہیں اک بار جو آجائے مٹاپا
اور جائے تو موٹے کو بھی لے جائے مٹاپا
ہر شخص کو ہوتا ہے بُرا ہائے مٹاپا
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے مٹاپا

پتلون نہیں توند پہ ٹکنے ہی کو تیار
ہر گام پہ کہتی ہے کہ ہشیار، خبر دار
اس سمت سے ٹانگوں کی مسلسل ہے یہ تکرار
ہم مقبرہ بر دوش کہاں تک رہیں سرکار

ہر شخص کو ہوتا ہے بُرا ہائے مٹاپا
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے مٹاپا

اس کے علاوہ دوسرے شعرانے بھی مٹاپے کا ذکر شوخی وظرافت کے ساتھ کیا ہے، اسماعیل اعجاز خیال نے بھی ایک مزاحیہ غزل میں اس کو خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے۔

دور ہو گا اب موٹاپا وزن کروانے کے بعد
جیبیں خالی ہم کریں گے آپ کے آنے کے بعد
کھائیے اتنا ہی جتنی ہو ضرورت آپ کو
یوں ڈکاریں لیجئے مت پیٹ سہلانے کے بعد
آپ سے بھی آگے آگے آپ کا یہ پیٹ ہے
قابو رکھئے پیٹ پر اب ہر جگہ جانے کے بعد

ابھرے ہوئے پیٹ کو اگرچہ کچھ لوگ " زینۃ العلما" بھی کہتے ہیں مگر مناسب یہی ہے کہ خوراک بالخصوص بسیار خوری پر قابو رکھیے ورنہ ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ آپ خود اپنا وزن اٹھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔

تقریب استقبال حجاج کرام

مسجد عابدین پورہ معروف ضلع مئو میں 20 اگست 2023ء مطابق 2 صفر 1445ھ بروز یکشنبہ بعد نماز عصر متصلاً ایک روحانی پروگرام" استقبال حجاج" کے عنوان سے منعقد ہوا، جس میں پورہ معروف کے سال گزشتہ اور اس سال کے حجاج کرام نیز معتمرین کو مدعو کیا گیا۔

اگرچہ حجاج کرام کو اسی مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے کی دعوت دی گئی تھی، مگر دو تین کے علاوہ کسی نے اس کا التزام نہیں کیا، بلکہ اپنی اپنی مسجدوں سے نمازیں ادا کرنے کے بعد تشریف لائے، میرے گھر مئو سے ایک مہمان؛ جو مکہ مکرمہ میں میرے روم پاٹنر تھے، آنے والے تھے، میں اذان تک انتظار کرتا رہا پھر اپنے لڑکے کو ان کو لینے اور راستہ بتانے کے لیے بھیج دیا، اس لیے مجھے بھی دیر ہوگئی، لیکن الحمدللہ دوسرے کی گاڑی سے عصر کی جماعت سے قبل مسجد عابدین میں پہنچ گیا۔ اس پروگرام میں مدعو حجاج ومعتمرین کو خطاب کرنے کے لیے مدرسہ وصیۃ العلوم کوپاگنج کے صدر المدرسین مولانا ارشاد احمد صاحب قاسمی کو خاص طور سے مدعو کیا گیا تھا، جو وقت پر ایک صاحب کے ہمراہ تشریف لے آئے۔

عصر کی نماز کے بعد میں نے اس پروگرام کی نوعیت سے متعلق وضاحتی اعلان کر دیا تا کہ دیگر حضرات بھی شاملِ محفل ہو جائیں، مگر لوگ اس لیے کم رکے کہ اکثر حضرات اپنی اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے بازار آتے ہیں، ابتدا میں جب تک زیادہ تعداد میں لوگ حاضر نہیں ہوئے تھے، تمہیدی کلمات کہنے کے لیے کچھ دیر حج اور اس کی اہمیت وعظمت نیز بیت اللہ کی افضلیت پر میں نے خطاب کیا، پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حجاج ومعتمرین تشریف لے آئے تو میں نے حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب کو اظہار خیال کی دعوت دی۔ مولانا موصوف سعودی عرب کی کسی یونیورسیٹی میں کئی سال رہ کر تعلیم حاصل کرتے ہوئے کئی بار حج کی سعادت سے بہرہ ور ہو چکے ہیں۔

حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب نے ابتدا میں حج کی فرضیت قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کی، نیز حدیث شریف میں حجاج کرام کی جو

فضیلت آئی ہوئی ہے اس پر روشنی ڈالنے کے بعد حج وعمرہ کی حفاظت اورحجاج کرام ذمہ داریوں کوتفصیل سے واضح کیا، آخر میں حدیث **"من حج فلم یرفث ولم یفسق، رجع کیوم ولدته امه"** کی روشنی میں فرمایا کہ جس حاجی نے اس طرح حج کیا کہ اس نے دوران حج بے حیائی، فسق وفجور سے پرہیز کیا، وہ ایسا ہے جیسے آج ہی دنیا میں بے گناہ آیا ہو، حج مبرور کے بعد حاجی کا اعمال نامہ گناہوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے اوراس سے کہا جاتا ہے کہ ازسرِنوعمل کر، تیرے پچھلے سب گناہ معاف کردیے گئے۔

اب سامعین کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تھی، جس میں حجاج ومعتمرین کے ساتھ ساتھ غیرحجاج بھی مولانا کی تقریر کی جانب ہمہ تن گوش تھے، مولانا نے مغرب سے پندرہ منٹ قبل اپنی تقریر ختم کرنے کے بعد مختصر دعا کی۔ اس کے بعد میں نے شرکائے محفل سے درخواست کی کہ آپ سبھی حضرات حج وعمرہ سے منسوب کھجوریں تناول فرمانے کے بعد کہیں کا قصد کریں، تب تک دسترخوان لگ چکا تھا جس پر کھجوریں پھیلادی گئیں، ساتھ ہی خرمااور برفی ونمکین سے حاضرین کی بہترین ضیافت کی گئی، چائے پیتے اورحجاج کرام سے ملتے ملاتے مغرب کا وقت ہوگیا، مولانا ارشاد صاحب محلہ بلوہ پر اپنے بہنوئی مجیب الرحمٰن ابن حاجی محمد گرہست کے یہاں اپنی بہن سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے۔ اس طرح الحمدللہ پروگرام بہت کامیاب ہوا۔

اس پروگرام میں قاری ریاض صاحب، مولانا محمد خالد صاحب مہتمم جامعہ ام حبیبہ، مولانا محمد انیس صاحب، مولانا شبیراحمد مشتاق صاحب، مولانا نعیم الرحمن صاحب، مولانا مسعود عالم صاحب، مولانا امتیاز احمد صاحب گلفام، مولانا سفیان صاحب، مولانا عبدالرحیم صاحب، مولانا محمد سالم عبداللہ صاحب اور بہت سے علمائے کرام اورحجاج ومعتمرین شریک ہوئے۔

انصاراحمد معروفی۔